# جیسے میرے محبوب ہیں

# ایسا نہیں کوئی

## صلی اللہ علیہ وسلم

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

بزم عشاق

ادارہ نجم الھدیٰ جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ نیو پٹھان والا جھنگ روڈ فیصل آباد
0300-6661755

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم اما بعد
فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم
بسم الله الرحمن الرحیم

جیسے میرے محبوب ﷺ ہیں ایسا نہیں کوئی

محترم سامعین کرام! قرآن کریم میں اللہ قادر وکریم نے ارشاد فرمایا۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد آپ فرمادیں ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں مگر مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے (الکھف)۔

محترم سامعین کرام اس آیت مبارکہ سے بعض نادان حضرات یہ مفہوم لیتے ہیں کہ محبوب کبریاء ﷺ عام بشر جیسے ہیں جبکہ درحقیقت ایسا نہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام وظواہر تو حد بشریت پر چھوڑے گئے مگر ان کی ارواح وبواطن بشریت سے بالا اور ملاء اعلیٰ سے متعلق ہیں۔ چنانچہ تفسیر خزائن العرفان میں ہے کہ "یہاں ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں' سے مراد یہ ہے کہ مجھ پر بشری اعراض وامراض طاری ہوتے ہیں' اور صورت خاصہ میں کوئی بھی آپ کا مثل نہیں کہ اللہ قادر وکریم نے آپ کو حسن وصورت میں بھی سب سے اعلیٰ وبالا کیا اور حقیقت روح وباطن کے اعتبار سے تو تمام انبیاء اوصاف بشر سے اعلیٰ ہیں۔ شفاء قاضی عیاض میں ہے کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوۃ میں فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام وظواہر تو حد بشریت پر چھوڑے گئے اور ان کی ارواح وبواطن بشریت سے بالا اور ملاء اعلیٰ سے متعلق ہیں"۔

☆ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ محبوب دوجہاں ﷺ کی بشریت کے حوالے سے سورۃ والضحیٰ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "آپ (ﷺ) کی بشریت کا وجود اصلاً نہ رہے گا اور غلبہ انوار حق آپ پر علی الدوام حاصل ہوگا (تفسیر عزیزی)"۔

☆ اکابر فقہاء کرام کا اس پر اجماع ہے کہ کسی کو جائز نہیں کہ محبوب کریم ﷺ کو اپنے مثل بشر کہے کیونکہ جو کلمات اصحاب عزت وعظمت بہ طریقہ تواضع فرماتے ہیں' ان کا کہنا دوسروں کے لئے کہنا روا نہیں ہوتا' مثلا کسی سلطنت کا بادشاہ اپنی رعایا کے لئے کہے کہ میں بھی تمہاری طرح ہوں تو اس کا یہ کہنا رعایا کی تواضع کے لئے ہے اب اگر کوئی یہ کہے کہ میں بھی بادشاہ کی طرح ہوں تو اسے بے وقوف ہی کہا جائے گا۔ جیسے کوئی انسان کہے کہ میں شیر کی طرح ہوں' تو کیا اس سے مراد یہ لیا جائے گا کہ یہ انسان شیر کی طرح جانور ہے۔ اس کی دم بھی لگی ہے' یہ چوپایا ہے' اس کے سارے جسم پر گھنے بال ہیں' جنگل میں رہتا ہے اور جنگلی جانوروں کا شکار کر کے ان کا گوشت کھاتا ہے۔

ہرگز نہیں' بلکہ اس سے مراد یہ لیا جائے گا کہ یہ ہے تو انسان' جو کہ جانور سے بہت افضل واعلیٰ ہے مگر شیر کی سی طاقت بھی رکھتا ہے۔ اس کا اپنے آپ کو شیر کی مثل کہنا اس کے انسان ہونے کی نفی نہیں کرتا' اب اگر کوئی یہ کہے کہ شیر بھی اس انسان کی طرح ہے تو اسے بے وقوف اور عقل کا اندھا کہا جائے گا۔ معلوم ہوا

کہ افضل اگر اپنے آپ کو ادنیٰ کی مثل کہے تو یہ اس کی تواضع ہے جس سے اس کی افضلیت کی نفی نہیں ہوتی بلکہ افضل کا خود کو ادنیٰ کی مثل کہنا در حقیقت ادنیٰ کو بھی افضل کرتا ہے۔

تفسیر خزائن العرفان اور تفسیر الخازن میں ہے کہ رحمت دو جہاں ﷺ کی ذات و کمالات میں آپ کا کوئی بھی مثل نہیں، سورۃ کہف کی آیت ۱۱۰ میں آپ کو اپنی ظاہری صورت بشریہ کے بیان کا اظہار تواضع کے لئے حکم فرمایا گیا ہے۔ (تفسیر الخازن)۔ جس سے بشریت کو عظمت ملنا ثابت ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے جا بجا اپنے محبوب ﷺ کے فضائل و کمالات کا ذکر فرمایا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے فضائل جلیلہ و مراتب رفیعہ عطا فرمائے ہوں اس کے ان فضائل و مراتب کا ذکر چھوڑ کر ایسے وصف عام سے ذکر کرنا جو ہر خاص و عام میں پایا جائے ان کمالات کے نہ ماننے کے مترادف ہے۔ قرآن کریم میں جا بجا کفار کا یہ طریقہ ذکر فرمایا گیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کو اپنے مثل کہتے تھے۔ معلوم ہوا کہ نبی اگر خود کو عام بشر کی مثل کہے تو یہ اس کی تواضع ہے اور عام بشر خود کو نبی کے مثل کہے تو یہ کفار کا طریقہ ہے۔ (اس پر انشاء اللہ آگے چل کر تفصیل سے گفتگو ہوگی)۔

☆ رحمت دو جہاں ﷺ ''صاحب قرآن'' ہیں۔ آپ کی ذات ہی تمام جن و انس کے لئے ''قرآن ناطق'' ہے۔ آپ ہی ''صاحب البرھان'' ہیں۔ آپ ہی ''صاحب البیان'' ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محمود و حامد بندے محمد ﷺ کے قلب اطہر پر قرآن مجید نازل فرما کر اس کی حفاظت کی ذمہ داری کا بھی خود اعلان فرمایا۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں (سورۃ الحجر)۔

جو لوگ سید عالم نور مجسم ﷺ کی ذات گرامی کو اپنے نفس یا عام انسانوں جیسے نفوس پر گمان کرتے ہیں ان کے لئے یہ غور و فکر کا مقام ہے کہ تقاضائے ایمان کیا ہے؟ کیا نبی کو اپنے جیسا انسان سمجھنا یا عام انسان سمجھنا اور وہ بھی سرور انبیاء ﷺ کی ذات مقدسہ کے متعلق ایسا عقیدہ رکھنا، کیا محبوب کبریاء ﷺ کے مقام و مرتبہ اور کمالات و فضائل کا کھلا انکار نہیں؟ اور پھر کیا اس انکار اور اعراض کے بعد محبوب دو جہاں ﷺ کی رسالت اور اللہ وحدہ لاشریک کی قوت و قدرت کاملہ پر ایمان لانے کی کوئی سند باقی رہ جاتی ہے؟ جب رحمت دو جہاں ﷺ کی نبوت و رسالت پر ایمان لانا ایک عام انسان کی شرافت و کرامت اور عزت و عظمت میں اضافہ کا باعث بنتا ہے اور وہ دنیا کے دیگر بے دین انسانوں سے ممتاز اور ارفع و اعلیٰ ہو جاتا ہے تو پھر اس ذات اقدس کے مرتبہ و شرف، عزت و عظمت اور کمالات و کرامات کا کیا عالم ہوگا جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنا مصطفیٰ و مجتبیٰ بندہ قرار دے کر تمام کائنات کی راہنمائی، راہبری، دستگیری کے لئے مبعوث کیا ہو اور اپنا محبوب اعظم بنا لیا ہو؟

محسن کائنات ﷺ کی بشریت پر اصرار اور کمالات نبوت کا انکار صیہونی فکر ہے۔ یہ منافقین مدینہ اور خیبر کے یہودیوں کی سوچ ہے۔ ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان بھی ہرگز ہرگز یہ سوچ نہیں رکھتا۔

ہے کسے مجال کہ جو دے مثال خود کو محبوب ﷺ سے
کہ حضور پیکر نور ہیں، نہیں سایہ میرے محبوب ﷺ کا

جیسے میرے محبوب ہیں ایسا نہیں کوئی

اور جیسے میرے محبوب ﷺ ہیں ایسا نہیں کوئی

☆ جانِ کائنات ﷺ کی ذات اقدس سراپا نور تھی (سورۃ المائدہ)۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کے جسم اطہر کو کائنات کی ہر شے سے زیادہ لطیف بنایا اور اسے مادی، عنصری کثافت سے مبرا رکھا (سورۃ الاحزاب)۔ قرآن کریم میں اللہ کریم نے محبوب کریم ﷺ کے جسم اطہر کو چمکتا سورج قرار دیا۔ سورۃ الاحزاب قرآن کی بیان کردہ اس مقدس نورانیت کو ائمہ اسلام نے محبوب کبریاء ﷺ کے جسم اطہر کے سایہ نہ ہونے کی دلیل قرار دیا ہے۔ خصائص الکبریٰ میں ہے کہ ''آپ ﷺ کی ذات اقدس کے سراپا نور ہونے کی وجہ سے سورج اور چاند کی روشنی میں آپ کا سایہ دکھائی نہ دیتا تھا''۔

☆ حضرت قاضی عیاض اندلسی رحمتہ اللہ علیہ ''کتاب الشفاء بہ تعریف حقوق مصطفےٰ ﷺ'' میں فرماتے ہیں کہ آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے جسم اقدس کا سایہ اس لئے نہ تھا کہ آپ سراپا نور تھے۔

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا
جیسے میرے محبوب ﷺ ہیں ایسا نہیں کوئی

☆ نور مجسم ﷺ انسانیت کی بھلائی کے لئے لباس بشریت میں دنیا میں تشریف لائے تو اس لباس بشریت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ پیدا نہ فرمایا، اس کی واضح وجہ یہی ہے کہ آپ ﷺ کی بشریت بھی نور سے مغلوب تھی۔

☆ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جسم اطہر کے سایہ نہ ہونے سے متعلق فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے آپ کا مبارک سایہ زمین پر اس لئے نہیں پڑنے دیا کہ کہیں اس پر کسی انسان کا قدم نہ آئے۔ الخ''۔

☆ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ''نبی کریم ﷺ سے جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں زمین پر مشرق سے مغرب تک گھوما مگر نہ تو محمد ﷺ سے افضل کوئی مرد دیکھا اور نہ بنو ہاشم سے افضل کوئی خاندان دیکھا'' (دلائل النبوۃ)۔

جیسے میرے محبوب ﷺ ہیں ایسا نہیں کوئی

کتاب الشفاء میں حدیث شریف ہے کہ روحِ کائنات ﷺ نے فرمایا کہ ''میں تمہاری طرح نہیں ہوں، میری کیفیت تو یہ ہے کہ میں دن اس طرح پورا کرتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے'' (کتاب الشفاء جلد دوم)۔ اسی کتاب میں مزید ہے کہ محسنِ انسانیت ﷺ نے فرمایا کہ ''لوگو مجھے اپنے جیسا خیال نہ کرو اور میری ذات سے مماثلت کا تصور ذہن میں نہ لاؤ کیونکہ میری کیفیت تمہارے ظاہری حالات سے مختلف ہے، میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا قلب بیدار رہتا ہے''۔ مزید ارشاد فرمایا ''میری اور تمہاری کیا برابری، میں تو ایسی حالت میں وقت گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے''۔

قرآن کریم میں رحمت دو جہاں ﷺ کا بشر کی مثل ہونا آیا ہے۔ لہذا ہم قرآن ہی سے جان کائنات ﷺ کے بشری حلیہ کا ذکر پاک کر کے انشاء اللہ ثابت کرتے ہیں کہ کوئی بشر ان کی مثل نہیں، آپ ﷺ کی ذات بابرکات ''مثل لامثل بشر'' ہے۔ قرآن حکیم کا مطالعہ کرنے والے ہر شخص پر یہ بات واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جا بجا اپنے محبوب ﷺ کی صورت وسیرت کا ذکر فرما کر انہیں بے مثل بشر بنا دیا اور ہمارا تو عقیدہ ہے کہ اگر قرآن میں آپ ﷺ کی صورت وسیرت کا ذکر نہ بھی ہوتا تب بھی ''آپ ﷺ بے مثل بشر'' ہیں۔

واحسن منك لم ترقط عيني
واجمل منك لم تلد النساء

یعنی آپ جیسا حسین کسی آنکھ نے دیکھا ہی نہیں (دیکھتی کہاں) آپ جیسا جمیل کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔

## چہرہ انور

دوران نماز محبوب کبریاء ﷺ کو تبدیلی قبلہ کا خیال آیا اور آپ نے چہرہ انور آسمان کی طرف اٹھایا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے تبدیلی قبلہ کا حکم دیتے ہوئے آپ کے چہرہ انور کا ذکر یوں فرمایا۔ قد نرى تقلب وجهك فى السماء ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا (سورۃ البقرہ)۔

☆ عبداللہ بن سلام، یہود کے بڑے اور مشہور عالم تھے، وہ اپنے قبول اسلام کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جب مجھے اس بات کی اطلاع ہوئی کہ ''محمد عربی ﷺ جنہوں نے نبی آخر الزماں ہونے کا دعویٰ کیا ہے، مدینہ کی بستی میں ان کی آمد ہوئی ہے تو میں بھی آپ ﷺ کو دیکھنے کی غرض سے گیا، آپ ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ جب میں نے آپ ﷺ کا بے مثل چہرہ انور دیکھا تو میرے دل نے گواہی دی کہ یہ پرانوار چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں ہوسکتا'' (مشکوۃ شریف)۔

☆ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ حسن کامل ﷺ کے چہرہ اقدس کے انوار وتجلیات اور وقار کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے جب آپ ﷺ کے انوار کا مشاہدہ کیا تو میں نے اپنی آنکھوں پر ہتھیلی رکھ لی کہ کہیں میری بینائی ہی نہ جاتی رہے (جواہر البحار)۔

☆ حضرت حارث بن عمرو السہمی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں منیٰ کے مقام پر رحمت دو جہاں ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تو لوگ آپ ﷺ کے اردگرد حلقہ بنائے حاضر تھے، میں نے دیکھا کہ جو بھی دیہاتی آپ ﷺ کے چہرہ انور کی زیارت سے مشرف ہوتا وہ پکار اٹھتا کہ یہ چہرہ تو انوار الٰہیہ کا مظہر اتم ہے (ابوداؤد شریف جلد اول)۔

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ

حقیقت تو یہ ہے کہ جیسے میرے محبوب ﷺ ہیں ایسا نہیں کوئی۔

## چشمان کرم

☆ بشیر ونذیر آقائے دوجہاں ﷺ کی مبارک چشمان کرم کا ذکر بھی قرآن کریم میں موجود ہے جو اپنے حوصلے اور عزم ویقین کے باعث ارشاد باری تعالیٰ کی مصداق ہوئیں' فرمایا مازاغ البصر وما طغیٰ۔ لقد رایٰ من آیت ربه الکبریٰ آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی' بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں (سورۃ النجم)۔

معراج سے واپسی پر جب کفار نے دیدار الٰہی کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی قوت بصارت وبصیرت کا ذکر یوں فرمایا۔ ولقد زاه نزلته اخری اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبارہ دیکھا۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو میں تمہارا امام ہوں' رکوع اور سجود مین مجھ سے سبقت نہ لے جاؤ' میں آگے کی طرف پیچھے بھی یکساں دیکھتا ہوں (مسلم شریف کتاب الصلوۃ)۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ محبوب کریم ﷺ کی چشمان مبارک کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کی تاریکی میں بھی اسی طرح دیکھتے جیسا کہ دن کے اجالے میں (الخصائص الکبریٰ)۔

☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ محبوب کبریاء ﷺ نے فرمایا کہ میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے (ترمذی شریف)۔

جیسے میرے محبوب ﷺ ہیں ایسا نہیں کوئی

## زبان مبارک

اللہ قادر وکریم نے اپنے حبیب ﷺ کی زبان مبارک کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ وماینطق عن الھویٰ۔ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ اور یہ (رسول) کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں بولتے مگر وہ جو ان پر وحی کی جاتی ہے۔ تمام مخلوق خدا میں صرف محبوب کریم ﷺ کی ذات اقدس کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ جن کی زبان اطہر سے نکلنے والی ہر بات وحی خدا اور ہر عمل امر ربی ہوتا ہے

جیسے میرے محبوب ﷺ ہیں ایسا نہیں کوئی

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ راحت جاں ﷺ جو گفتگو بھی فرماتے' میں اسے نوٹ کر لیا کرتا تھا تا کہ اسے یاد کر سکوں' ایک مرتبہ قریش کے بعض لوگوں نے کہا کہ تمہارا یہ عمل صحیح نہیں کیونکہ رسول کریم ﷺ کے مختلف اوقات میں مختلف احوال ہوتے ہیں' کبھی خوش' کبھی غصہ میں' اور جو بات انسان غصہ میں کہہ دیتا ہے وہ عام حالت میں نہیں کہتا' ان کی اس بات نے مجھے متاثر کیا اور میں نے ہر گفتگو کو تحریر کرنا ترک کر دیا اور یہ معاملہ راحت جاں ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔ آپ ﷺ نے اپنے دہن مبارک کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ تم میری ہر بات بلا جھجک لکھا کرو۔ اس منہ سے حق کے سوا کچھ

نہیں نکلتا۔(ابو داؤد شریف باب العلم)۔

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

## سینہ اقدس

حضور انور ﷺ کے سینہ اقدس کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا۔الم نشرح لک صدرك کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا۔اس آیت کی تفسیر میں مفسرین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے سینہ کو ہدایت ومعرفت' موعظت ونبوت اور علم وحکمت کے لئے کشادہ کیا یہاں تک کہ عالم غیب و شہادت اس کی وسعت میں سما گئے اور علائق جسمانیہ انوار روحانیہ کے لئے مانع نہ ہو سکے اور علوم لدینہ وحکم الہیہ و معروف ربانیہ وحقائق رحمانیہ سینہ پاک میں جلوہ نما ہوئے اور ظاہری شرح صدر بھی بار بار ہوا' ابتدائے عمر شریف میں' اور ابتدائے نزول وحی کے وقت اور شب معراج میں' جیسا کہ احادیث مبارکہ میں آیا ہے۔اس کی شکل یہ تھی کہ جبرائیل امین علیہ السلام نے سینہ پاک کو چاک کر کے قلب مبارک نکالا اور زریں طشت میں آب زم زم سے غسل دیا اور نور وحکمت سے بھر کر اس کو اس کی جگہ رکھ دیا۔

☆ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ راحت جاں ﷺ نے فرمایا۔ان عینی تنا مان ولا ینام قلبی یقیناً میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

☆ امام ابو نعیم نے یونس بن میسرہ سے نقل کیا ہے کہ مالک دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ ''میرے پاس ایک فرشتہ آیا جس کے ہاتھ میں سونے کی پلیٹ تھی اس نے میرے سینے کو چاک کیا' اس میں سے کچھ نکالا اور کچھ رکھ کر کہا کہ یہ ایسا قلب اقدس ہے کہ اس میں جو کچھ فیضان کیا جاتا ہے' اسے محفوظ کر لیتا ہے' اس میں دیکھنے والی دو آنکھیں اور سننے والے دو کان ہیں''۔

## دست اقدس

صلح حدیبیہ کے موقع پر صحابہ کرام نے محبوب دو جہاں ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے دست اقدس کو اپنا دست قدرت قرار دے کر شان حبیب بیان فرمائی۔ان الذین یبایعونك انما یبایغون الله، ید الله فوق ایدیھم، وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے(سورۃ الفتح)۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ رحمت دو جہاں ﷺ کے دست اقدس کی نرمی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے کسی حریر اور دیباج کو آپ ﷺ کے دست مبارک سے زیادہ نرم نہیں پایا۔

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی سخاوت کا تذکرہ یوں کرتے ہیں ''کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے مانگا ہو تو آپ ﷺ نے انکار فرمایا ہو'' (مسلم شریف)۔

☆ ابن عساکر اور مدائنی نے اپنی اپنی سند کے ساتھ حضرت اسید ابن ابی یاس رضی اللہ عنہ کے بارے

میں بیان کیا ہے کہ ان کے چہرے پر جب سے رحمت دو جہاں ﷺ نے اپنا دست اقدس پھیرا تھا ان کا چہرہ اتنا روشن اور پرنور ہو گیا تھا کہ اگر وہ کسی تاریک گھر میں داخل ہوتے تو ان کے چہرے کے نور سے وہ گھر روشن ہو جاتا (حجۃ اللہ علی العالمین)۔

جیسے میرے محبوب ﷺ ہیں ایسا نہیں کوئی

الغرض حضور اکرم، نور مجسم ﷺ کے ہر ہر عضو جسم کا ذکر قرآن میں جا بجا ہے بلکہ اعضاء جسم کے افعال کے تذکار سے آیات مزین نظر آتی ہیں۔ جیسا کہ ہم نے شروع میں عرض کیا کہ افضل کا خود کو ادنیٰ کی مثل کہنا ادنیٰ کو بھی افضل کرتا ہے چنانچہ محسن کائنات ﷺ نے خود کو "مثل بشر" فرما کر بشریت کو افضل کر دیا اور اتنا عروج بخشا کہ قدرت نے آپ ﷺ کی بشری نسبت کے طفیل یہ اعلان کر دیا کہ جب تک آپ بشری دنیا میں رونق افروز ہیں کسی بشر پر عذاب نازل نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے کہ جب مالک دو جہاں ﷺ نے آیات قرآن پیش کیں تو کفار نے انکار کیا اور ابو جہل نے کہا۔ اللهم ان كان هذا هو الحق من عندك فامطر علينا حجارة من السماء اوائتنا بعذاب اليهم اے اللہ اگر یہی (قرآن) تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لا (سورۃ الانفال)۔

سابقہ امم پر ان کے انبیاء کی موجودگی میں ہی عذاب ہوا اور بعض کو ہلاکت سے دوچار ہونا پڑا مگر یہاں رب تعالیٰ نے انا بشر مثلكم کا اعلان کرنے والے اپنے محبوب ﷺ کی امت دعوت ہونے کی نسبت کے طفیل فرمایا۔ وما كان الله ليعذبهم وانت اليهم اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب (ﷺ) تم ان میں تشریف فرما ہو (سورۃ الانفال)۔

☆ رحمت دو جہاں ﷺ جتنا عرصہ حلیہ بشری میں اس دنیا میں رونق افروز رہے اللہ تعالیٰ نے اس عرصہ حیات کی قرآن میں قسم یاد فرما کر آپ ﷺ کی حیات بشری کو "لامثل" کر دیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لعمرك اليهم لفى سكرتهم يعمهون اے محبوب (ﷺ) تمہاری حیات کی قسم، بے شک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں۔

☆ محسن کائنات ﷺ نے انا بشر مثلكم فرما کر نہ صرف بشریت کو عروج بخشا بلکہ حیات بشری میں آپ جس شہر میں تشریف فرما رہے اسے بھی عزت بخشی، ایسی عزت کہ خود خالق کائنات نے اس شہر کی قسم اٹھائی، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لااقسم بهذالبلد ، وانت حل بهذ البلد مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔

☆ محبوب کبریاء ﷺ نے انا بشر مثلكم کا اعلان مکہ مکرمہ میں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے محبوب ﷺ کی نسبت اور رضا کی خاطر تا قیامت مکہ مکرمہ کو حرمت والا قرار دیا اور مسلمانوں کو اسی کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم جاری کر کے اپنے محبوب ﷺ کے اعلان بشریت کو بھی "لامثل" کر دیا، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وحيث ما كنتم فولوا وجوهكم شطره اور اے مسلمانو تم جہاں کہیں ہو (نماز میں) اپنا منہ اسی

(مسجد حرام، مکہ مکرمہ) کی طرف کرو۔

☆ قرآن کریم کی تصریحات کے پیش نظر آئمہ امت اور فقہائے کرام نے ایمانیات کے باب میں بیان فرمایا ہے کہ کسی شخص کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک وہ محبوب کبریاء ﷺ کو باعتبار صورت وسیرت روئے زمین پر ابدآلاباد تک پیدا ہونے والے تمام انسانوں سے افضل واکمل تسلیم نہ کرلے (جواہر البحار)۔

محترم سامعین کرام! ہر مسلمان کو چاہئے کہ محبوب کریم ﷺ کو باعتبار صورت وسیرت کل کائنات میں ازل تا ابد بے مثل جانے۔ آپ ﷺ کو انسانیت کی جان اور تمام انسانوں میں افضل واکمل مانے۔ خود کو یا کسی انسان کو آپ ﷺ سا نہ جانے، یہی ایمان ہے، یہی سر ایمان ہے بلکہ یہی جان ایمان ہے۔ بیشک سچ فرمایا عاشق صادق امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

(مزید تفصیل ہماری کتاب ''روح ایمان'' اور ''جان ایمان'' میں ملاحظہ فرمائیں)۔

محترم سامعین کرام! توجہ فرمائیں بڑی کام کی باتیں ہیں۔ ہر نبی یقیناً بشر ہوتا ہے اور وہ کھاتا بھی ہے اور پیتا بھی۔ چلتا بھی ہے اور پھرتا بھی، نکاح بھی کرتا ہے اور اس کی اولاد بھی ہوتی ہے بلکہ بشر ہونے کی حیثیت میں بشریت کے تمام تقاضے اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ مگر محض اس بناء پر ہی نبی کو اپنے جیسا ایک بشر سمجھ لینا نہ صرف بے ادبی اور گستاخی ہے بلکہ کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی کہ ''اے میرے محبوب (ﷺ) آپ فرمادیں کہ میں تم جیسا ہی ایک بشر ہوں، لیکن مجھ پر وحی آتی ہے''۔

محبوب کریم ﷺ انسانوں میں شامل ہیں مگر انسانوں میں ممتاز ہیں۔ کیونکہ جو انسان ہو کر انسانوں میں ممتاز ہو اس کا تصور کرنا مشکل نہیں اور جو انسان ہو کر انسانوں سے ممتاز ہو، اس کا اور اس کے مقام کا تصور کرنا محال ہے اگر یہ کہلوایا جاتا کہ میں تم جیسا انسان ہوں مگر تم سے زیادہ بہادر ہوں۔ یا تم سے زیادہ فلسفی ہوں یا تم سے اچھا شاعر ہوں تو تصور کرلیا جاتا کیونکہ جو انسانوں میں زیادہ ممتاز ہو اس کا تصور کرلیا جاتا۔ رستم، ارسطو اور متنبی کا تصور کرلینا کوئی مشکل نہیں لیکن جو انسانوں سے ممتاز ہو اس کا تصور اسی صف کے لوگ کرسکتے ہیں، عام انسان نہیں۔ آپ بُو کی کیفیت اور کھانے کی لذت سونگھے اور چکھے بغیر نہیں بتاسکتے تو بُو سونگھی اور چکھی بھی نہیں جاتی۔ اسی لئے بشر مثلکم پر یقین رکھنے والوں کو یوحی الی پر بھی نگاہ رکھنی چاہئے۔

غیر نبی یعنی عام انسانوں کے لئے کسی وقت بھی ٹھوکر کھا جانا اور گمراہ ہو جانا ممکن، مگر نبی کے لئے

جیسے میرے محبوب ہیں ایسا نہیں کوئی

محال۔ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ماضل صاحبکم وما غوی کہ ''تمہارے ساتھی حضرت محمد (ﷺ) نہ کبھی گمراہ ہوئے اور نہ کبھی بہکے''۔

نبی قبل از نبوت بھی انتہائی سعید، نیک طینت، راست گفتار، امانت دار صاحب حلم وحیا، مجسمہ اعمال صالحہ اور پیکر اخلاق رحمانی ہوتا ہے اور اس کی نبوت کے خدو خال چشم الٰہی کے سامنے تیار ہوتے ہیں اور شروع ہی سے اللہ تعالیٰ اس کی خاص نگرانی کرتا ہے۔

نبی کا پاکیزہ دماغ کبھی غلط بات نہیں سوچتا اور اس کی آنکھ کبھی ٹیڑھا راستہ نہیں دیکھتی اور اسے ایک ایسی روشنی دی جاتی ہے جو عام انسانوں کو نہیں دی جاتی اور شہنشاہ عرب وعجم، تاجدار کون ومکان اور صاحب لولاک ہونے کے باوجود بھی اس میں تکبر وغرور نہیں آتا۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔ انا حبیب اللہ ولا فخر کہ ''میں اللہ کا حبیب (ﷺ) ہوں مگر فخر نہیں کرتا''۔ نبی کے بعد والی زندگی سے قطع نظر کہ وہ سرتاپا معصوم ہوتی ہے، ذرا قبل از نبوت کا جائزہ لیں تو آپ کو صاف نظر آئے گا کہ وہ اپنے ماحول میں درخشندہ ستاروں کی طرح صرف نمایاں ہی نہیں ہوتا بلکہ سورج کی طرح چمکتا بھی ہے۔ اس کی سیرت اتنی بے داغ اور اس قدر بے غبار ہوتی ہے کہ دوست تو رہے دوست، دشمن بھی اس کی طرف انگشت نمائی نہیں کر سکتے۔ اس کے گرد وپیش خواہشات نفس اور ہوا وہوس کی تباہ کن آندھیاں اٹھتی ہیں، لیکن اس کے دامن سیرت پر گرد وغبار کا ایک معمولی سا نشان تک بھی نہیں آتا بلکہ ایسے نازک موقعوں پر اس کی سیرت اور بھی نکھر کر سامنے آجاتی ہے اور دنیا والے جان جاتے ہیں کہ یہی وہ نفس اقدس ہے جو دنیا کی قیادت وامامت اور رہبری وراہنمائی کے لئے سزاوار ہے۔ ان تمام حقائق پر یقین رکھنے والا مسلمان پھر بھی محبوب کریم ﷺ کو اپنے جیسا ہی ایک عام بشر سمجھے تو پھر یہ کفر نہیں تو اور کیا ہے؟ اور جس نبی کی تدبیر خدا کی تقدیر اور جس کی حرکت میں خدا کی برکت ہو اور جس کی زبان مشیت الٰہی کی ترجمان اور جس کا بیان خدا کا قرآن ہو اور جس کی انگلی کے ایک اشارے سے آسمان پر چودھویں رات کا چاند پھٹ جاوے اور جس کے حکم سے ڈوبا ہوا سورج واپس آجاوے بھلا وہ نبی ہماری مثل کیسے ہوسکتا ہے؟ ہمارے تھوک میں زحمت و وبا، لیکن محسن کائنات ﷺ کے پاک تھوک میں رحمت وشفا۔ ہم سو جائیں تو وضو ٹوٹ جائے، محبوب کریم ﷺ سو کر اٹھیں تو وضو نہ ٹوٹے۔ ہمارا سونا غفلت، محبوب کریم ﷺ کا سونا عبادت اور وہ جان کائنات ﷺ کہ جو جس راستے سے گزر جائے تو وہ راستہ خوشبو سے مہک جائے اور جس کی انگلیوں سے پانی کے چشمے ابل آئیں اور جس کا دست مبارک سیاہ چہرے کو جمال یوسفی بنا دیتا ہو اور جس کی زیارت تمام عبادات سے افضل ہو، اس محسن کائنات ﷺ کو اپنی مثل سمجھ لینا بے دینی، گمراہی اور کفر نہیں تو اور کیا ہے؟

اور اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ محبوب کبریاء ﷺ بھی ہم جیسے ہی ایک بے اختیار بشر تھے تو پھر غلام احمد پرویز منکر حدیث کے انکار حدیث ایسے باطل اور گمراہ کن عقیدے کو درست اور صحیح ماننا پڑے گا کیونکہ وہ نبی جو ہماری طرح کا ایک مجبور ومعذور انسان ہے تو پھر اس کی کوئی بات بھی شریعت میں حجت نہیں ہوسکتی اور نہ ہی توحید کے بنیادی عقائد مثلاً توحید باری تعالیٰ، منصب رسالت، ختم نبوت، حیات عیسیٰ علیہ السلام، حشر ونشر، نماز روزہ حج زکوۃ،

حساب وکتاب اور دیگر ارکان اسلام پر ہی یقین کیا جا سکتا ہے کیونکہ ان تمام کلیات کی تفسیر وتشریح اور تفصیل وتوضیح اس محبوب ﷺ کی زبان پاک سے بیان ہوئی جو ہماری ہی طرح کا ایک انسان ہے اور اس کی کوئی بات شریعت و دین میں حجت نہیں ہوسکتی اور یہ منصب خدا ہی کی طرف سے محبوب کبریاء ﷺ کو عطا ہوا۔

☆ وانزلنا عليك الذكر لتبين للناس ''اے میرے محبوب (ﷺ) ہم نے آپ پر یہ قرآن پاک نازل کیا ہے کہ آپ اسے کھول کھول کر بیان کریں'' (سورۃ نحل)۔

اس طرح نہ صرف یہ کہ قرآن پاک کی تفصیلات وتشریحات بے معنی ہوکر رہ جائیں گی بلکہ نفس قرآن کا بھی انکار کرنا پڑے گا کیونکہ یہ بھی اسی نبی ﷺ نے فرمایا ہے۔قرآن کریم اللہ قادر وکریم کی کتاب ہے۔جو نبی نعوذ باللہ ہماری طرح کا ایک مجبور محض انسان ہے حالانکہ آقائے دو عالم ﷺ ایسے صاحب کمالات اور صاحب اختیارات اور بے مثل و بے نظیر بشر ہیں کہ جن کی زبان اقدس سے نکلی ہوئی ہر بات شریعت میں حجت اور دین میں دلیل ہے اور جس کی ہر ادا دین اور جس کی ہر حرکت شریعت ہے۔قل اطيعو الله واطيعو الرسول ''آپ (ﷺ) فرمادیں کہ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی پیروی کرو'' (سورۃ نور)۔

☆ يامرهم بالمعروف وينهم عن المنكر ويحل لهم الطيبت ويحرم عليهم الخبائث ''میرے محبوب (ﷺ) کی شان تو یہ ہے کہ وہ دنیا والوں کو نیکی کی تلقین کرتا ہے اور ان کو برائی سے روکتا ہے اور صاف ستھری چیزیں حلال اور ناپاک اور گندی چیزیں حرام کرتا ہے'' (سورۃ اعراف)۔

☆ فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك ''پس اے میرے محبوب (ﷺ) مجھے تیری معرفت اپنی ذات کی قسم کوئی مومن اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ ہر معاملہ میں تیرا فیصلہ نہ مانیں گے اور تجھے حاکم اعلیٰ تسلیم نہ کریں گے'' (سورۃ نساء)۔

مندرجہ بالا آیات قرآنی پر غور کرنے کے بعد کیا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ محبوب کبریاء ﷺ ایک صاحب اختیار اور بے مثل و بے نظیر بشر ہیں کیونکہ اگر محبوب کریم ﷺ بھی ہماری مثل ایک بے اختیار بشر ہوتے تو اللہ تعالیٰ محبت پیدا کرنے کے لئے آپ ﷺ کی اتباع کو فرض نہ کرتا اور اپنی اطاعت کے ساتھ ساتھ محبوب کریم ﷺ کی اطاعت واجب نہ کرتا۔

سید المرسلین ﷺ کو اپنی طرح کا ایک معمولی بشر کہنے والوں سے پوچھا جائے کہ کیا اس ساری کائنات میں اور اس عالم موجودات میں کوئی اور بھی ایسا انسان یا بشر ہے جس کی اتباع واطاعت کو لوگوں پر فرض کیا گیا ہو؟ اور کیا محسن کائنات ﷺ کے سوا کسی اور کو بھی یہ حق اور اختیار دیا گیا ہے کہ وہ جس چیز کو چاہے حلال اور جس چیز کو چاہے حرام کردے؟ اور کیا کوئی انسان یا بشر بھی ہے جس کا فیصلہ نہ ماننے سے انسان کافر ہو جاتا ہے؟ جب نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو پھر بشر مثلکم کے فتوے کیوں؟

آپ کسی بڑے سے بڑے حکمران کے فیصلے کو نہ ماننے سے زیادہ سے زیادہ باغی اور غدار ہوسکتے ہیں'

جیسے میرے محبوب ہیں ایسا نہیں کوئی

لیکن کافر نہیں۔ مگر محبوب کبریاء ﷺ ایسے صاحب اختیار حکمران اعلیٰ اور بے مثل بشر ہیں کہ ان کے فیصلے کا انکار کرنا تو درکنا اپنے دل میں ذرا سی ہچکچاہٹ تک محسوس کرنے سے بھی آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک منافق کو محض اس لئے قتل نہ کر دیا تھا کہ اس نے حاکم کائنات ﷺ کے فیصلے کو تسلیم نہ کیا تھا؟

اس مظہر ذات خداوندی کو اپنی مثل بشر سمجھنے والوں کو چاہئے کہ یا تو وہ دین کے تمام بنیادی قوانین اور شریعت کی تمام تشریحات کا اس بناء پر انکار کریں کہ یہ سب کچھ ہماری ہی طرح کے ایک بے اختیار بشر کی تشریحات ہیں اور اگر وہ یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ ہر بشر یا انسان اور ہر ایرے غیرے نتھو خیرے کی بات شریعت نہیں ہوتی، ان کلیات کو مانتے ہیں، تو پھر امام الانبیاء ﷺ کو باکمال صاحب اختیار رسول ماننے کے ساتھ ساتھ بے مثل و بے نظیر بشر بھی تسلیم کرلیں اور اگر تاجدار کون ومکان ﷺ کو اپنی مثل سمجھنا درست اور ٹھیک ہے تو پھر ایسے گمراہ اور بے دین لوگوں سے پوچھا جائے کہ پھر مرزا غلام احمد قادیانی کا کیا قصور اور گناہ ہے کیونکہ وہ بھی تو اپنے آپ کو مثل عیسیٰ علیہ السلام ہی کہتا ہے؟ (اگرچہ اس کے کفریات اور بھی بہت ہیں) تو یہ کتنے تعجب کی بات ہے کہ جو مثل عیسیٰ بنے وہ تو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج اور جو مثل محمد ﷺ بنے وہ مومن کا مومن۔ (مزید تفصیل ہماری کتاب ''صاحب شرف وکمال پیکر حسن وجمال ﷺ'' اور ''نور مجسم ﷺ'' میں ملاحظہ فرمائیں)۔

دوستو! جان کائنات ﷺ کو اپنی مثل سمجھنے والا انسان تو ضلالت و گمراہی اور نفاق وکفر میں شیطان سے بھی بڑھ جاتا ہے کیونکہ محبوب کبریاء ﷺ نے فرمایا۔

☆ عن ابی هريرة ان رسول الله قال من رأنی فی المنام فقد رأنی فان الشيطان لا يتمثل فی صورتی ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ راحت جاں ﷺ نے فرمایا۔ ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ میری صورت پاک کی مثل بن سکے'' (بخاری شریف جلد ۱)۔

وہ شیطان جو خواب میں طرح طرح کی شکلوں میں آ کر انسان کو دھوکہ اور فریب دے سکتا ہے۔ وہ بھی مالک ومختار دو جہاں ﷺ کی صورت پاک کی مثل نہیں بن سکتا، تو پھر اتنی بڑی کھلی ہوئی گمراہی اور بے دینی اور کیا ہو سکتی ہے کہ ایک انسان یہ عقیدہ رکھے کہ میں محبوب کریم ﷺ کی مثل ہوں۔

☆ عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم خلق الله ادم علی صورته ط حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حاکم کائنات ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا (بخاری شریف جلد ۲، مسلم شریف جلد ۲، مشکوۃ شریف)۔

اس حدیث پاک کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کو یہ پورا حق تھا کہ وہ اعلان کرتے کہ اے دنیا والو! میں نعوذ باللہ اللہ کی مثل ہوں کیونکہ اللہ قادر وکریم نے مجھے اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ مگر حضرت آدم علیہ السلام نے ایسا اعلان نہیں فرمایا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر میں نے اس قسم کا اعلان کیا تو نبوت وخلافت تو درکنار ایمان بھی نہیں رہے گا تو اگر حضرت آدم علیہ السلام کا صورت حق پر پیدا ہونے کے باوجود بھی ایسا

اعلان کرنا کفر ہے تو اپنے آپ کو امام الانبیاء ﷺ کی مثل سمجھنے والوں کی تو صورت بھی مکروہ ہے۔ پھران کا اپنی تقریروں اور تحریروں میں ایسا اعلان کرنا کیوں کفر نہیں؟ ہوسکتا ہے کہ کوئی نادان محض اس بناء پر سید المرسلین ﷺ کو اپنے جیسا بے اختیار اور مجبور بشر سمجھتا ہو کہ میرے بھی دو ہاتھ ہیں اور محبوب کبریاء ﷺ کے بھی دو' میں بھی کھاتا پیتا ہوں اور محبوب کبریاء ﷺ بھی' مگر یہ انتہائی کم عقلی ہے اور بدباطنی کا ثبوت ہے کیونکہ ماں اور بیوی کی ظاہری شکل و صورت ایک جیسی ہے ماں کے بھی دو ہاتھ ہیں اور بیوی کے بھی دو۔ ماں کی بھی دو آنکھیں ہیں اور بیوی کی بھی دو۔ ماں بھی کھاتی پیتی ہے اور بیوی بھی۔ ماں بھی سوتی جاگتی ہے اور بیوی بھی۔ لیکن اس کے باوجود اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو یہ کہہ دے کہ تیری پیٹھ میری ماں کی طرح ہے تو بیوی اس وقت تک حرام ہو جائے گی جب تک اس کا کفارہ ادا نہ کرے گا۔ اگرچہ دونوں کی شکل وصورت ایک سی ہے' حرکات وسکنات ایک جیسی ہیں مگر اپنی بیوی کو ماں کی مثل کہنے والے کو یہ کفارے کی سزا اس لئے دی گئی کہ اس نے اپنی بیوی کو ماں کی مثل کیوں بنایا کیونکہ ماں کے قدموں میں جنت' ماں کو دیکھنا عبادت' ماں راضی تو اللہ کریم راضی۔

تو وہ اللہ تعالیٰ جو ہماری ماؤں کی مثل برداشت نہیں کرتا وہ اپنے محبوب ﷺ کی مثل کیسے برداشت کرسکتا ہے؟ جس نے اپنی بیوی کو ماں کی مثل کہہ دیا اس پر بیوی حرام اور جس نے محبوب کبریاء ﷺ کو اپنی مثل کہہ دیا اس پر جنت کی خوشبو تک حرام۔ وہاں کفارہ ادا کرنے سے حلال اور یہاں بدعقیدہ سے توبہ کرنے سے حلال۔

ہے ادھر بھی آدمی اور ہے ادھر بھی آدمی
اس کے جوتے پر چمک اور اس کے چہرے پر نہیں

اس چیز کو عارف رومی رحمتہ اللہ علیہ نے بڑے پیارے انداز سے بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

گر بصورت آدمی انسان بُدے
احمد ﷺ بوجہل ہم یکساں بُدے

اگر ظاہری شکل وصورت اور حرکات وسکنات کی بناء پر ہی انسانیت کا دارومدار ہوتا تو پھر نعوذ باللہ محبوب دو جہاں ﷺ اور ابوجہل بھی برابر ہوتے۔ حالانکہ ابوجہل سراپا کفر اور محبوب دو جہاں ﷺ مجسمہ ایمان' وہ سرتاپا لعنت اور جان کائنات ﷺ پیکر رحمت تھے۔ آگے فرماتے ہیں۔

احمد ﷺ بوجہل در بتخانہ رفت
زیں شدق تا آں شدن قیست زفت
ایں درآید سرنہد اورا بتاں
او درآید سرنہد جو امتاں

اصل واقعہ یہ ہے کہ ابوجہل ہر روز محبوب کبریاء ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کہتا کہ جس اللہ کی تو پرستش کرتا ہے وہ تو نظر نہیں آتا' کبھی بت خانہ جا کر ہمارے خداؤں کو دیکھ' مگر مالک دو جہاں ﷺ ہر روز انکار کر دیتے۔ جب ابوجہل نے زیادہ اصرار کیا تو محبوب کریم ﷺ نے عرض کی۔ میرے مولا' میرے لئے کیا حکم ہے؟ اللہ

قادروکریم نے فرمایا۔ کہ اے میرے محبوب ﷺ اب اگر وہ آئے تو انکار نہ کرنا۔ محبوب کبریاء ﷺ نے عرض کی کہ مولا میں نبی ہو کر بتخانہ جاؤں؟ تو اللہ قادروکریم نے فرمایا کہ ضرور جانا کیونکہ دنیا کو دکھانا ہی کہ۔

شمع پر جائے پروانہ تو پروانہ نہیں رہتا
محمد ﷺ بتکدے میں ہو تو بتخانہ نہیں رہتا

دوسرے دن ابوجہل پھر آیا تو مالک دوجہاں ﷺ نے فرمایا کہ میں جانے کو تیار ہوں' تو وہ کہنے لگا کہ ذرا ٹھہر جائیں سارے مکہ میں منادی کرلوں۔ محبوب کبریاء ﷺ نے عرض کی۔ مولا! ابوجہل منادی کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ محبوب ﷺ یہ کر نہیں رہا میں کروا رہا ہوں تاکہ مکہ مکرمہ کے تمام لوگوں کو تیری شان کا پتہ چل جائے۔ آخر سید المرسلین ﷺ اور ابوجہل دونوں بتخانہ گئے مگر دنیا نے دیکھا کہ ابوجہل داخل ہوتے ہی ہر بت کے سامنے جھک گیا' مگر جب تاجدار عرب وعجم ﷺ اندر گئے تو ہر بت نے آپ کو سجدہ کیا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے بدعقیدہ لوگوں کو تنبیہ فرمائی ہے۔

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ مانند در نوشتن شیر و شِیر

کہ انبیاء اور اولیاء کی ظاہری شکل وصورت اور ان کے افعال واعمال کو اپنے اوپر قیاس نہ کرو کیونکہ اگرچہ ''شیر'' اور ''شِیر'' لکھنے میں ہم شکل ہیں مگر حقیقت میں ان دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

شیر جنگل کا بادشاہ ہے اور درندہ ہے جبکہ شِیر (دودھ) پیا جاتا ہے اور اسے ایک بچہ بھی بکری سے نکال سکتا ہے اور مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ آگے فرماتے ہیں کہ بعض لوگ ایسے بدعقیدہ اور گمراہ ہوتے ہیں جو انبیاء اور اولیاء کو محض اس بناء پر اپنی مثل سمجھ لیتے ہیں کہ ہم بھی کھاتے پیتے ہیں اور سوتے جاگتے ہیں اور انبیاء اور اولیاء بھی۔

گفت ایں کہ ما بشر ایشاں بشر
ماد ایشاں بستہ خواہیم و خور
ایں ندانستند ایشاں از عما
ہست فرقے درمیاں بے انتہا

لیکن ان کی اندھی آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں کہ ان میں اور ان میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

محترم قارئین کرام! اب محبوب کریم ﷺ کے چند فرامین پیش کیئے جاتے ہیں تاکہ آپ کا ایمان تازہ ہو جائے۔

☆ عن ابن عمران و عن انس و عن ابی هریره ان النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن الوصال قالوا انك تواصل یارسول الله قال انی لست کهیتکم و ایکم مثلی وانی لست مثلکم و انی لست کاحد منکم۔

حضرت عمران، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں، کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو وصال کا روزہ (متواتر روزہ) رکھنے سے منع فرمایا تو غلاموں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ ہمیں تو منع کرتے ہیں مگر آپ خود ایسا کرتے ہیں، تو محسن کائنات ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہاری ہیت پر نہیں ہوں اور میں تمہاری مثل نہیں ہوں اور تم میں سے میری مثل کون ہے؟ (یعنی کوئی نہیں) (بخاری شریف جلد ا، مسلم شریف جلد ا، مشکوۃ شریف، ترمذی جلد ا)۔ (مزید تفصیل ہماری کتاب ''میرا محبوب کتنا حسین ہے'' اور ''میرے محبوب کو محبوب سے، محبوب ﷺ کی صورت'' میں ملاحظہ فرمائیں)۔

مندرجہ بالا ارشادات نبوی ﷺ پر یقین رکھنے والا مسلمان اور نبی کریم ﷺ کو پھر بھی اپنی مثل بشر سمجھتا ہے تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ نبی کریم ﷺ کو نعوذ باللہ جھوٹا بھی مانتا ہے مگر وہ بے دین لوگ جو اللہ تعالیٰ کے لئے امکان کذب کے قائل ہیں، ان کے لئے محبوب کبریاء ﷺ کو کاذب مان لینا کونسی بڑی بات ہے۔ العیاذ باللہ۔ ورنہ جمہور اہل اسلام کا یہ بنیادی عقیدہ ہے کہ محبوب کریم ﷺ کے بعد نبوت کا ہر مدعی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حیات جسمانی کے ساتھ آسمان پر زندہ ہیں اور قرب قیامت مین نازل ہوں گے وہ نکاح کریں گے اور یہ حضرت امام مہدی علیہ السلام آخری وقت میں آئیں گے۔

ان تمام عقائد دینیہ پر تمام اہل اسلام کا یقین اس لئے ہے کہ ان تمام امور کی جملہ تشریحات نبی کریم ﷺ کی زبان حق ترجمان سے بیان ہوئی ہیں اور پھر محبوب کبریاء ﷺ نے اپنے مقام کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تمہاری ہیت پر نہیں ہوں، میں تمہاری مثل نہیں ہوں اور تم میں سے میری مثل کون ہے؟ یعنی کوئی بھی نہیں تو مندرجہ بالا حقائق کے پیش نظر بشر مثلکم کے فتوے لگانے والوں کو چاہیے کہ یا تو ختم نبوت، حیات عیسیٰ علیہ السلام اور ظہور مہدی کا انکار کریں یا مالک دوجہاں ﷺ کو بے مثل و بے نظیر بشر تسلیم کرلیں کیونکہ ان کے متعلق بھی حاکم کائنات ﷺ نے فرمایا ہے اور یہ بھی محبوب کریم ﷺ نے کہ میں بے مثل بشر ہوں۔

اللہ قادر و کریم ﷺ نے فرمایا۔ لیس کمثلہ شیء۔ محبوب کبریاء ﷺ نے فرمایا۔ ایکم مثلی وہ کہتا ہے میں بے مثل ہوں، یہ کہتا ہے میں بے مثل ہوں۔ وہ بھی سچا یہ بھی سچا وہ اپنی خدائی میں بے مثل اور یہ اپنی مصطفائی میں بے مثل۔

محبوب خدا کا کوئی ہم پایہ نہیں ہے
اس شان کا مرسل کوئی آیا نہیں ہے
بے مثل نے محبوب بھی بے مثل بنایا
واں جسم نہیں ہے تو یہاں سایہ نہیں ہے

بشر مثلکم کی رٹ لگانے والا نادان علمائے حق اہلسنت والجماعت پر یہ اعتراض کرتا ہے کہ سنی اللہ کے محبوب ﷺ کی اتنی تعریف کرتے ہیں کہ اللہ سے ملا دیتے ہیں اور شان بیان کرتے ہوئے حد سے بڑھ جاتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ کیا کوئی انسان اس محبوب ﷺ کی شان بیان کرتے ہوئے حد سے بڑھ سکتا ہے؟ جس

جیسے میرے محبوب ہیں ایسا نہیں کوئی

کے مقام کی حد کا حضرت جبریل علیہ السلام کو بھی پتہ نہ تھا۔ یہ محض علمائے حق اہلسنت پر ایک بہتان عظیم ہے اور اگر یہ درست ہے تو پھر میں نادان لوگوں سے کہتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کے مقام کی حد تو متعین کر دے اور اس کے بعد ہم اس حد سے آگے بڑھے تو جو جی چاہے ہمیں سزا دینا۔ رہی اللہ تعالیٰ سے ملانے کی بات تو اللہ سے ملانا درکنار ہم تو محبوب کریم ﷺ کو اللہ کا وزیر بھی نہیں مانتے بلکہ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ محبوب کریم ﷺ اللہ کریم کے حبیب ہیں اس لئے کہ وزیر بدل جاتے ہیں اور حبیب کبھی بدلا نہیں اور پھر ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ شہنشاہ کونین ﷺ کو جو اللہ سمجھے وہ بھی کافر اور جو اللہ سے جدا سمجھے وہ بھی کافر۔

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانیئے کیا ہو!

اصل بات یہ ہے کہ تاجدار کائنات ﷺ کو اپنی مثل سمجھنے والوں کے دلوں پر نفاق کی مہریں لگ چکی ہیں اور آنکھوں پر تعصب کے سیاہ پردے پڑ چکے ہیں۔ جن کی وجہ سے وہ صدائے حق کو قبول نہیں کرتے اور اس محبوب ﷺ کے نور حق کو دیکھ نہیں سکتے۔ اسی حقیقت کو عارف رومی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے عارفانہ انداز میں اس طرح بیان کیا ہے۔

گفت لیلیٰ را خلیفہ کاں توئی
کز تو مجنوں شد پریشان دغوی
از دگر خوباں تو افزوں نیستی
گفت خامش تو مجنوں نیستی

کہ لیلیٰ اور مجنوں کے عشق و محبت کی داستان مشہور ہوئی تو خلیفۂ وقت نے لیلیٰ کو دربار میں بلا کر کہا کہ کیا تو وہی لیلیٰ ہے جس کی محبت میں شہزادہ قیس اپنی عقل و ہوش گنوا بیٹھا ہے حالانکہ دوسری عورتوں سے تو کوئی زیادہ حسین تو نہیں ہے تو لیلیٰ نے جواب دیا کہ بیشک میں دوسری عورتوں سے حسین تو نہیں ہوں لیکن تیری بھی آنکھیں مجنوں کی نہیں ہیں۔

دیدۂ مجنوں اگر بودے ترا
ہر دو عالم بے خطر بودے ترا

کوئی اور حسین نظر نہ آتا تو اگر صورت لیلیٰ کو دیکھنے کے لئے مجنوں کی آنکھ کی ضرورت ہے تو حسن مصطفیٰ ﷺ کو دیکھنے کے لئے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آنکھ کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ عارف رومی رحمتہ اللہ علیہ آگے فرماتے ہیں کہ ایک دن امام الانبیاء ﷺ مکہ مکرمہ کی پاک و مقدس زمین میں جا رہے تھے کہ۔

دید احمد ﷺ را ابوجہل و بہ گفت
زشت نقشی کز بنی ہاشم شگفت

کہ ابوجہل نے حسن کامل ﷺ کو دیکھ کر کہا کہ میں نے بنی ہاشم کے قبیلے میں (نعوذ باللہ) تجھ سا بدصورت

کوئی نہیں دیکھا۔تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا' صدقت کہ تو نے سچ کہا۔امام الانبیاء ﷺ آگے گئے تو غلام جانثار نے یار غار نے اور صاحب مزار حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے محبوب وراحت جاں ﷺ کو دیکھا گویا کہ عشق نے حسن کو دیکھا' طالب نے مطلوب کو دیکھا' عاشق نے محبوب کو دیکھا' پیاسے نے ساقی کوثر کو دیکھا' بلبل نے گلشن نبوت کو دیکھا اور پروانے نے شمع رسالت کو دیکھا' وہ مجسمہ ایمان تھا اور یہ جلوۂ رحمان تھا' وہ صاحب صدق و صفا تھا اور یہ حبیب کبریا ﷺ تھا' وہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ تھا اور یہ امت کا شفیق تھا' بس پھر کیا تھا جلوہ حسن یار کو دیکھ کر کیف ومستی میں پکار اٹھے۔

دید صدیقش بگفت اے آفتاب
نے زشرقی نے زغربی خوش بتاب

کہ اے محبوب کریم' اے آقائے دوعالم ﷺ میں نے مشرق ومغرب میں' شمال وجنوب میں بلکہ ساری کائنات میں آپ جیسا حسین کوئی نہیں دیکھا۔ستاروں میں آپ کی چمک ہے اور موتی میں آپ کی دمک' پھولوں میں آپ کی مہک ہے اور نغمات بلبل میں آپ کی چہک اور ریت کے ذروں سے لے کر آفتاب کی سنہری کرنوں تک آپ ہی کا حسن لازوال موجزن ہے۔

تو سید المرسلین ﷺ نے فرمایا کہ تو نے بھی سچ کہا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ابوجہل کو بھی آپ نے سچا کہا ہے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی۔حاکم کائنات ﷺ نے فرمایا۔

گفت من آئینہ ام معقول دست
ترک و ہندو درمن آں بیند کہ ہست

کہ میں دست قدرت کا صیقل کیا ہوا آئینہ' جمال خداوندی ہوں جو مجھے دیکھے گا اسے اس شیشہ میں اپنی ہی صورت نظر آئے گی۔ابوجہل نے دیکھا اسے اپنی صورت نظر آئی اور پیارے صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا اسے اپنی صورت نظر آئی۔وہ سراپا کفر تھا اور یہ پیکر ایمان۔دوستو! حقیقت یہ ہے کہ

جیسے میرے محبوب ﷺ ہیں ایسا نہیں کوئی۔

دوستو! توجہ فرمائیں بہت ہی مفید باتیں ہیں جو سمجھا رہا ہوں میں!

☆ کفار نے حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق کہا۔قرآن اس پر شاہد وناطق ہے۔فقال الملأ الذین کفروا من قومه ماتراك الا بشرا مثلنا ''پس آپ کی قوم کے جو کافر سردار تھے انہوں نے کہا کہ نہیں دیکھتے ہم تم کو مگر اپنی مثل ایک بشر'' (سورۃ ہود' پارہ ۱۲)۔

☆ کفار نے حضرت صالح علیہ السلام کے متعلق کہا۔مآ انت الا بشر مثلنا ''اور تو بھی ایک بشر ہے ہماری مثل'' (پارہ ۱۹' سورۃ الشعراء)۔

☆ کفار نے شعیب علیہ السلام کے متعلق کہا۔ومآ انت الا بشر مثلنا ''اور نہیں ہے تو مگر ہماری مثل ایک انسان'' (پارہ ۱۹' سورۃ الشعراء)۔

☆ اور کفار نے امام الانبیاء ﷺ کے متعلق کہا۔ واسروا النجوی الذین ظلموا ھل ھذا الا بشر مثلکم ''اور یہ ظالم اور کافر لوگ آپس میں چپکے چپکے سرگوشی کرتے ہیں کہ یہ محمد (ﷺ) محض تم جیسے ایک معمولی آدمی ہیں'' (پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء)۔

مندرجہ بالا قرآن پاک کی آیات سے پچھلی امتوں، کفار مکہ اور مشرکین عرب کے عقیدوں پر پوری پوری روشنی پڑتی ہے اور یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ وہ لوگ گذشتہ انبیاء علیہم السلام کی نبوتوں کا انکار محض اس بناء پر کرتے رہے کہ وہ اپنے نبیوں کو بے اختیار، بے کمال اور اپنے ہی جیسا ایک معمولی بشر سمجھتے تھے اور اگرچہ ان پر عذاب الٰہی نازل ہونے کے اسباب اور بھی ہوتے تھے، لیکن میرے خیال میں ان پر عذاب الٰہی نازل ہونے کا اصل سبب یہی تھا کہ وہ لوگ انبیاء علیہم السلام کو اپنے جیسا ایک معمولی انسان سمجھتے ہوئے شان نبوت کی توہین اور مقام رسالت میں بے ادبیاں کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ ممکن ہے کہ اپنی توہین کسی کو معاف کر دے لیکن وہ اپنے رسول ﷺ کی توہین اور بے ادبی برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ اس لئے کہ اگر شان توحید ہی کی توہین عذاب نازل کرنے کا سبب ہوتی تو نمرود و فرعون حضرت خلیل علیہ السلام اور حضرت کلیم علیہ السلام سے کہیں پہلے ہی تباہ و برباد ہو چکے ہوتے کیونکہ اس سے بڑھ کر شان توحید کی توہین اور کیا ہو سکتی ہے کہ ساری زندگی یہ دونوں اپنے آپ کو خدا کہلواتے رہے مگر اس کے باوجود ان کو کبھی درد سر تک بھی نہیں ہوا تھا لیکن جب حضرت خلیل اور حضرت کلیم علیہم السلام نے اپنے اپنے وقت میں توحید خداوندی اور اپنی نبوتوں کا اعلان فرمایا اور نمرود و فرعون نے ان کی شان میں بے ادبیاں اور گستاخیاں کیں تو پھر غیرت خداوندی جوش میں آ گئی تو ان کا نام و نشان تک مٹا دیا گیا۔

کیا حضرت نوح، حضرت صالح اور حضرت شعیب علیہم السلام کی قومیں ان کے اعلان نبوت سے پہلے بداعمالیوں، بدکرداریوں اور سیہ کاریوں میں مبتلا نہ تھیں؟ کیا وہ توحید خداوندی کی منکر نہ تھیں؟ تھیں اور یقیناً تھیں، مگر ان پر اس وقت تک عذاب نازل نہیں کیا گیا جب تک کہ انہوں نے انبیاء علیہم السلام کو اپنی مثل بشر نہیں کہا۔

ہو سکتا ہے کہ کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا ہو کہ حضرت خلیل و کلیم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کی شان میں بے ادبی اور گستاخی برداشت نہ کرتے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی قوموں پر طرح طرح کے دردناک عذاب نازل کئے مگر اپنے محبوب ﷺ کو جب کفار مکہ سر بازار گالیاں دیتے تھے اور آپ ﷺ کے جسم پاک پر پتھر برساتے تھے اور بشر مثلکم کے فتوے لگاتے تھے تو ذات خداوندی کو جوش نہ آیا؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ گذشتہ انبیاء، نبی، رسول اور پیغمبر علیہم السلام تو ضرور تھے لیکن کسی کی شان میں رحمۃ اللعلمین کا لقب نہیں آیا تھا بلکہ وہ تو اپنی اپنی قوموں کی تباہی اور بربادی کے لئے بددعائیں بھی کر دیتے تھے لیکن ہمارے آقا ﷺ نبی، رسول اور پیغمبر ہونے کے ساتھ ساتھ رحمت دو عالم بھی ہیں، اسی لئے جب بھی کفار مکہ نے گالیاں دیں اور آپ کے جسم اقدس پر پتھر برسائے اور بشر مثلکم کے نعرے لگائے تو حضرت

زید رضی اللہ عنہ کے یہ کہنے پر کہ آقا ﷺ! آپ بھی پہلے انبیاء علیہم السلام کی طرح ان کے حق میں بددعا فرمائیں تو رحمت دوجہاں ﷺ نے مسکرا کر یہ فرمایا۔

کہ میں اس دہر میں قہر وغضب بن کر نہیں آیا۔ یہی نہیں بلکہ ان کے حق میں یہ دعا کی جاتی ہے کہ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون ''کہ اے میرے اللہ! میری قوم کو ہدایت اور آنکھیں دے کیونکہ مجھے اپنے جیسا بشر سمجھنے والے میری حقیقت کو نہیں جانتے'' اور کفار مکہ پر عذاب الٰہی نازل نہ ہونے کی یہ وجہ بھی تھی کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب ﷺ سے یہ وعدہ بھی ہے کہ وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم ''کہ اے میرے محبوب ﷺ! جب تک تو ان میں موجود ہے میں ان پر عذاب نازل نہیں کروں گا''۔ نہ اس لئے کہ ان کا بشر مثلکم کا عقیدہ صحیح تھا اور اسی حقیقت کی بنا پر آقائے دوعالم ﷺ کے روضۂ اقدس کو زمین پر بنایا گیا تا کہ اللہ قادر و کریم کے اس وعدہ کے مطابق گنہگار امت قیامت تک عذاب الٰہی سے بچی رہے۔

دوستو! اہل کفر کا عقیدہ سمجھنے کے بعد اب ان اہل ایمان کا عقیدہ بھی سمجھیں جو مرکز صدق وصفاء پیکر عدل ووفا، منبع حلم وحیا اور مجسمۂ جود وسخا تھے اور جو محبوب پاک ﷺ کے پاک قدموں میں اپنی جان دینا سعادت اور ذریعہ نجات سمجھتے تھے اور جن کے نزدیک نبی کریم ﷺ کے پاک قدموں کی مقدس خاک کا ہر ایک ذرہ صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے انسانوں کے لئے مشعل راہ تھا اور جو عشق مصطفیٰ ﷺ میں تپتی ہوئی ریت پر لٹائے گئے اور جنہوں نے دین ومذہب کی بقا اور اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے کفار مکہ کے ہر ظلم وستم کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا لیکن ان کے دلوں سے نہ اسلام کی محبت نکل سکی اور نہ ہی عشق مصطفیٰ ﷺ میں کوئی کمی آئی۔

☆ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لم اریٰ قبلہ ولا بعدہ مثلہ علیہ السلام ''حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام الانبیاء ﷺ کی مثل کوئی نہیں دیکھا نہ آپ ﷺ سے پہلے نہ آپ ﷺ کے بعد'' (شمائل ترمذی)۔

☆ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لم اریٰ مثلہ ولم اسمع بمثلہ ولم ترعینی مثلہ ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری آنکھوں نے سید المرسلین ﷺ کی مثل کوئی نہیں دیکھا اور نہ ہی میں نے آپ ﷺ کی مثل کوئی سنا ہے'' (طبقات شریف)۔

☆ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ لم اریٰ بعدہ حسن الوجہ ومارأیت مثلہ بعدہ ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے محبوب کبریاء ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی مثل کوئی حسین چہرہ نہیں دیکھا'' (طبقات شریف)۔

☆ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال مارأیت شیئا احسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان الشمس تجری فی وجھہ ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے محسن کائنات ﷺ سے زیادہ کوئی شے حسین نہیں دیکھی، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا سورج آپ ﷺ کے چہرہ انور پر کھیلتا ہے یا سورج آپ ﷺ کے رخ انور پر طلوع ہوتا ہے'' (ترمذی شریف)۔

جیسے میرے محبوب ہیں ایسا نہیں کوئی

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ریشم و دیبا کو بھی چھو کر دیکھا لیکن حسن کامل ﷺ کے دست مبارک ان سے زیادہ نرم و نازک تھے اور میں نے عنبر و کستوری کی خوشبو کو بھی سونگھا لیکن محبوب دو جہاں ﷺ کے پاک پسینے کی خوشبو ان سے زیادہ تھی (مسلم شریف، مشکوۃ شریف)۔

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جس راہ چلتے تھے تو کئی کئی دن تک اس راہ سے خوشبو آتی رہتی تھی اور ہم سمجھ جاتے تھے کہ محبوب کریم ﷺ اس راہ سے گزرے ہیں (مشکوۃ شریف)۔

یہ ہے ان اہل ایمان کا عقیدہ جن کے دلوں میں عشق محبوب کریم ﷺ، پیشانیوں پر سجدوں کے نشان اور بازوؤں میں قوت حیدری نمایاں تھی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا شمع رسالت کے ان پروانوں اور محبوب کبریاء ﷺ کے ان دیوانوں نے قل انما انا بشر مثلکم کی آیت نہیں پڑھی تھی؟ اور کیا وہ اس آیت کی معانی و مطالب نہیں سمجھے تھے؟ مگر اس کے باوجود بھی ان کا عقیدہ یہی تھا کہ اس عالم مخلوقات میں نبی کریم ﷺ کی کوئی مثل نہیں ہے کیونکہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے رحمت دو جہاں ﷺ کی انگلی کے اشارے سے آسمان پر چاند کو ٹوٹتے دیکھا اور رحمت دو جہاں ﷺ کے حکم سے ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لوٹتے ہوئے دیکھا اور سید المرسلین ﷺ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے ابلتے ہوئے دیکھے تھے اور آپ ﷺ کے لعاب دہن سے کھارے پانی کو میٹھا ہوتے دیکھا تو وہ کیف و مستی کے عالم میں پکار اٹھے کہ جو محض بشر ہو اس میں ایسے کمالات و اختیارات نہیں ہوتے۔

☆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات جبکہ چودھویں کا چاند آسمان پر چمک رہا تھا کہ میں نے محبوب دو جہاں ﷺ کو دیکھا مگر رحمت دو جہاں ﷺ چاند سے زیادہ حسین تھے۔

☆ ایک آدمی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ اکان وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل السیف؟ قال لا بل مثل القمر "کہ کیا محبوب کبریاء ﷺ کا چہرہ مبارک تلوار کی طرح صاف تھا تو حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چودھویں کے چاند کی طرح تھا" (شمائل ترمذی شریف)۔

قارئین کرام سے التماس ہے کہ اس آیت کے معانی و مطالب کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں تاکہ بشر مثلکم کے فتوے لگانے والوں کے دام فریب و مکر سے بچ جائیں۔ قرآن پاک سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کروایا اور قرآن پاک ہی سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو آپ کے بھائیوں نے سجدہ کیا۔ وخرالہ سجدا (سب گر گئے اس کے آگے سجدے میں) مگر جب محبوب دو جہاں ﷺ کی باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے محبوب ﷺ سجدہ حرام ہے، سجدہ نہ کروانا، محبوب ﷺ نے عرض کی مولا تو نے حضرت آدم کو فرشتوں سے سجدہ کروایا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں سے سجدہ کروایا اور مجھے حکم ہے کہ سجدہ حرام ہے کیا میری شان ان سے کم ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھے اس لئے منع نہیں یا کہ تیری شان ان سے کم ہے بلکہ اس لئے روکا ہے کہ تیری شان بہت بلند

ہے۔ محبوب کریم ﷺ نے عرض کی وہ کیسے؟ تو اللہ قادر و کریم نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ ہوا تو کوئی بات نہیں تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ ہوا تو کوئی ہرج نہیں تھا لیکن اے محبوب (ﷺ) اگر تجھے سجدہ ہو گیا تو پھر مجھے اللہ کوئی نہیں کہے گا' کیونکہ تیرے ہاتھ میرے ہاتھ' تیری تدبیر میری تقدیر' تیرا بیان میرا قرآن۔

اور جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پتھروں اور درختوں اور پرندوں اور جانوروں کو نبی کریم ﷺ کو سجدہ کرتے دیکھا تو غلام پکار اٹھے۔

☆ ایک اونٹ نے محبوب کریم ﷺ کو سجدہ کیا' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گفتند' یارسول اللہ ﷺ' ایں حیوان لایعقل ترا سجدہ کرد' ما سرا اولتر یم بداں کہ اے محبوب ﷺ اگر جانور آپ ﷺ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم زیادہ حقدار ہیں کہ آپ ﷺ کو سجدہ کریں اور جب اس طرح کے مشورے ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ۔

قل انما انا بشر مثلکم اے میرے محبوب ﷺ کہہ دو کہ میں تمہاری مثل ایک بشر ہوں' اللہ تعالیٰ نے تو اپنی شان توحید کو قائم رکھنے کے لئے یہ الفاظ محبوب کریم ﷺ سے کہلوائے مگر ناداں فتوے لگائے جا رہا ہے اور کیا اللہ کریم نے قل ھو اللہ احد میں اپنی توحید کا اعلان بھی نبی کریم ﷺ کی ہی زبان پاک سے نہیں کروایا؟ حالانکہ اللہ احد ہی کافی تھا۔ مگر محبوب کریم ﷺ کی زبان پاک سے اس نے کہلوایا تا کہ میرے محبوب ﷺ کی رسالت بھی ساتھ ہی بیان ہو جائے مثلاً کسی کے پاس ایک سو روپے کا نوٹ ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اس کاغذ کی قیمت سو روپے نہیں ہے وہ تو ایک پیسے کا بھی نہیں ہے البتہ اس کاغذ پر جو مہر اور دستخط ہیں اس کی وجہ سے اس کاغذ کے ایک پرزے کی قیمت جہاں بھی جاؤ گے سو روپے ہو گی اور اگر کسی وجہ سے اس کاغذ پر سے مہر یا دستخط مٹ جائیں تو وہ کاغذ ایک پائی کا بھی نہیں رہتا۔ بلاتشبیہ و مثال توحید خداوندی بھی اسی وقت قابل قبول ہو سکتی ہے جب کہ رسالت کی مہر اور دستخط ساتھ ہوں ورنہ رسالت کے بغیر توصرف توحید کسی کو ایمان عطا نہیں کرتی۔

رسالت کی زبان نے کہا کہ خدا ہے اور وہ ایک ہے تو یہ رسالت کی مہر تھی کیونکہ اگر کسی عیسائی کو مسلمان کرنا ہو تو اسے یہ کہا جائے کہ تو صرف لا الہ الا اللہ پڑھ تو بھی مسلمان نہیں ہو گا جب تک محمد رسول اللہ نہ کہے گا تو اس حقیقت کے پیش نظر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایمان توحید میں نہیں بلکہ نبوت میں ہے اور ایمان لا الہ الا اللہ میں نہیں بلکہ محمد رسول اللہ میں ہے۔ وہ شان میں پہلے اور یہ ایمان میں پہلے۔

دوسری بات یہ ہے کہ واضع نے جو لفظ کسی کے لئے وضع کر دیا ہے وہی اس لفظ کو بول سکتا ہے کوئی دوسرا نہیں مثلاً ایک آدمی باہر سے گھر آتا ہے تو اس کی ماں دیکھ کر کہتی ہے میرا بیٹا آ گیا پھر بچے دیکھ کر کہتے ہیں کہ ہمارا ابا آ گیا پھر بہن دیکھ کر کہتی ہے کہ میرا بھائی آ گیا اور پھر بیوی دیکھ کر کہتی ہے کہ میرا خاوند آ گیا۔ بیٹا کہنے والی ماں' ابا کہنے والے بچے' بھائی کہنے والی بہن اور خاوند کہنے والی بیوی اپنے اپنے مقام پر سچے ہیں لیکن وہ آنے والا ایک ہی ہے۔ القاب' خطاب اور الفاظ بدلتے گئے مگر وہ ایک ہی ہے لیکن اس

کے برعکس اگر ماں کہہ دے کہ میرا خاوند آ گیا یا بیوی کہہ دے کہ میرا بیٹا آ گیا تو یہ یقیناً ایک غیر شریفانہ اور غیر فطری امر ہوگا کیونکہ بیٹے کا لفظ ماں کے لئے ہے اور خاوند کا بیوی کے لئے۔ بیوی بیٹا نہیں کہہ سکتی اور ماں خاوند نہیں کہہ سکتی تو بلا تشبیہہ و مثال قل انما انا بشر مثلکم میں بھی بشر کا لفظ اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے محبوب ﷺ کے لئے واضع کیا ہے کہ محبوب ﷺ تو اپنے آپ کو بشر کہہ سکتا ہے لیکن کسی اور کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ تجھے اپنے مثل کہے مثلاً:

☆ حضرت آدم علیہ السلام و حوا علیہا السلام نے دربار خداوندی میں عرض کی قال ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر لنا و ترحمنا لنکونن من الخسرین "کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم گھاٹے والوں میں سے ہو جائیں گے" (سورۃ اعراف پارہ ۸)۔

☆ اور یا حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں اپنے رب کو اس طرح پکارا۔ فنادیٰ فی الظلمت ان لآ الہ الا انت سبحنك انی کنت من الظلمین "پھر وہ پکارا اندھیروں میں کہ کوئی حاکم و معبود نہیں سوائے تیرے تو ہے بے عیب، تحقیق میں ظالموں میں سے تھا" (سورۃ الانبیاء)۔

اب دیکھئے کہ حضرت آدم و حضرت یونس علیہ السلام اپنے آپ کو ظالم کہہ رہے ہیں لیکن اگر کوئی دوسرا مسلمان ان کو ظالم کہے تو کافر ہے۔ اسی طرح اگر نبی کریم ﷺ نے بھی کسی مقام پر اپنے آپ کو بشر مثلکم کہہ دیا ہے تو وہ محض ارشاد خداوندی کی تعمیل میں حضرت آدم اور حضرت یونس علیہ السلام کی طرح عاجزی، تواضع اور انکساری کے طور پر تھا ورنہ کہاں ہماری ناپاک بشریت اور کہاں وہ نور خدا ﷺ اور پھر بشر مثلکم کہنے میں تو محبوب دو جہاں ﷺ کا اور بھی کمال عجز اور حوصلہ پایا جاتا ہے کیونکہ جس کے امتی فنافی اللہ کے مقام پر پہنچ کر کیف و مستی میں سبحانی ما اعظم شانی اور انا الحق پکار اٹھتے جو کچھ بھی نہیں تھے اور محبوب کبریاء ﷺ سب کچھ ہونے کے باوجود بشر مثلکم کہتا ہے تو یہ ضبط و تحمل کی انتہا نہیں تو اور کیا ہے؟

یہاں ایک بات قابل غور ہے کہ حضرت بایزید بسطامی اور حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے آپ کو خدا کہلوانا تو آسان نظر آیا لیکن محمد (ﷺ) بننے کی جرأت وہ بھی نہ کر سکے۔ امام الانبیاء ﷺ کو اپنی مثل کہنا تو درکنار، حقیقت تو یہ ہے کہ جس زمین پر محبوب کریم ﷺ کے قدم مبارک لگ گئے، وہ زمین دوسری زمین سے بے مثال اور جس جانور پر رحمت دو جہاں ﷺ نے سواری کی وہ جانور اپنی جنس میں بے مثال اور جس چیز کو جان کائنات ﷺ نے چھو دیا یا وہ شے محبوب کریم ﷺ کے جسم پاک سے لگ گئی وہ چیز دوسری اشیاء سے بے مثال۔ کیا اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کی اس لئے قسم نہیں کھائی کہ اس کی مقدس خاک پر سید المرسلین ﷺ کے قدم مبارک آئے اور کیا ساری دنیا کے حاجی حجر اسود کو اس لئے نہیں چومتے کہ اس کو محبوب ﷺ نے چوما تھا؟ دنیا میں شہر اور پتھر اور بھی ہیں لیکن مکہ مکرمہ کا شہر اور کعبے کا حجر اسود دوسرے شہروں اور پتھروں سے قابل احترام اور بوسہ گاہ عالم اس لئے ہے کہ

وہاں محبوب کریم ﷺ کے قدم آئے اور اس کو آپ ﷺ نے چوما۔

☆ امہات المومنین یعنی شہنشاہ کون و مکان ﷺ کی حرم پاک حضرت عائشہ صدیقہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضرت حفصہ اور دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم جب تک امام الانبیاء ﷺ کے نکاح میں نہ آئی تھیں عائشہ عائشہ تھی اور خدیجہ خدیجہ اور حفصہ حفصہ اور وہ دوسری عورتوں کی ہی طرح تھیں۔ ان میں اور دوسری عورتوں میں کوئی فرق اور وجہ امتیاز نہ تھی لیکن جب وہ مالک دوجہاں ﷺ کے نکاح میں آ گئیں تو پھر وہ دوسری عورتوں سے بے مثال ہو کر ساری کائنات کے مسلمانوں کی مائیں بھی بن گئیں۔

☆ ینسآء النبی لستن کاحد من النسآء ''اے میرے محبوب (ﷺ) کی بیویو! تم دوسری عورتوں کی مثل نہیں ہو''۔

☆ النبی اولی بالمومنین من انفسهم وازواجه امهاتهم ''نبی کریم ﷺ ایمان والوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں اور اس کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں'' (سورۃ الاحزاب)۔

دنیا میں ہزاروں قسم کے قیمتی کپڑے موجود ہیں لیکن وہ کپڑا جس سے امام الانبیاء ﷺ کی کالی کملی اور سبز چادر مبارک بنی وہ یقیناً دوسرے کپڑوں سے بے مثل و بے نظیر ہے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ کریم نے قرآن پاک میں ان کپڑوں کی ان الفاظ کے ساتھ مدح و ثنا فرمائی یاایها المزمل یایها المدثر کہ اے کملی اوڑھنے والے اور اے چادر اوڑھنے والے۔ قرآن پاک کی ان تصریحات کے بعد کیا کوئی مسلمان ایسی جرأت کر سکتا ہے کہ وہ یہ دعوی کرے کہ میری عورت نعوذ باللہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جیسی ہے اور میرا کمبل سید المرسلین ﷺ کی کملی کی مثل ہے۔ نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر جس نبی کے جسم اطہر پر لگنے والے کپڑے دوسرے کپڑوں سے بےمثال ہیں اور اس کے نکاح میں آنے والی عورتیں دوسری عورتوں سے بے مثل ہیں تو پھر وہ نبی ہماری مثل کیسے ہو سکتا ہے؟ (مزید تفصیل ہماری کتاب ''نسبت محبوب ﷺ'' میں)۔

☆ کتاب الوفا جلد ۱ صفحہ ۳۵' خصائص الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۹۸' انسان العیون جلد ۱ صفحہ ۹۲' جواہر البحار صفحہ ۴۰' حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۲۲۲' نشر الطیب صفحہ ۸-۹ اور سیرت کی اکثر کتابوں میں موجود ہے کہ امام الانبیاء ﷺ غزوہ تبوک سے واپس مدینہ منورہ تشریف لائے اور منبر پاک پر جلوہ افروز ہوئے۔ مدینہ طیبہ کی ہر مقدس گلی میں رونق ہے۔ ہر بازار میں چہل پہل ہے' درودیوار سے درود و پاک کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں' شجر و حجر سلامی دے رہے ہیں' مسلمانوں کے دل فتح و کامرانی کی خوشی میں جھوم رہے ہیں' ہر مرد خنداں' ہر عورت شاداں' ہر بچہ مسرور اور بوڑھا خوش' لشکر اسلام کی شاندار فتح' رسول اکرم ﷺ کی باسلامت واپسی اور دین اسلام کی عظمت پر ہر چیز جھوم رہی تھی۔

نبی کریم ﷺ کے جانثار امتی اپنے محبوب حقیقی کی قدمبوسی کے ساتھ ساتھ مبارک باد کے تحفے بھی پیش کر رہے تھے اور بنی اوس' بنی مرہ اور بنی کنانہ کے وفد مدینہ منورہ آ کر حلقہ بگوش اسلام ہو رہے تھے۔

سید المرسلین ﷺ کے حقیقی چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ ایمان افروز اور روح پرور منظر دیکھا تو دست

بستہ کھڑے ہو کر بارگاہ رسالت میں عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! دل چاہتا ہے کہ آپ ﷺ کی شان و عظمت بیان کروں، اگر اجازت ہو تو کچھ کہوں؟

فرمایا۔ ہاں! ضرور کہو! اللہ قادر و کریم تمہارا منہ سلامت رکھے۔ اس لئے کہ محبوب کبریاء ﷺ کی مدح و ثنا اور تعریف و توصیف کرنے اطاعت خدا اور رسول اللہ ﷺ ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ گویا ہوئے

من قبلها طبت فی الظلال و فی
مستودع حیث یخصف الورق

کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ آج ہی خوش نہیں ہیں بلکہ آپ تو پیدا ہونے سے پہلے بھی جنت کے سایہ میں خوش و خوشحالی میں تھے، جہاں پر جنت کے درختوں کے پتے آپس میں جوڑے جاتے ہیں۔ مطلب یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جب جنت سے نکلنے کا حکم ہوا تو جنتی لباس ان کے بدن مبارک سے اتار لیا گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کا بدن مبارک برہنہ ہو گیا اور انہوں نے جنت کے درختوں کے پتے جوڑ کر اپنے بدن مبارک کو ڈھانپا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے کلام کا ماحصل یہ ہے کہ یارسول اللہ ﷺ! حضرت آدم علیہ السلام نے جنت کے جن پتوں کو جوڑ کر اپنے بدن مبارک کو ڈھانپا تھا وہ پتے آپ ہی تھے۔ بتانا یہ ہے کہ وہ نبی ﷺ جو پیدا ہونے سے پہلے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے برہنہ بدن کو ڈھانپ سکتا ہے وہ اس کی اولاد یعنی ہم گنہگاروں کو بھی روز حشر اپنی کملی پاک میں چھپا لے گا۔

ثم هبطت البلاد لا بشر
انت ولا مضغته ولا علق

اس کے بعد یارسول اللہ ﷺ آپ نے بلاد یعنی زمین کی طرف نزول فرمایا۔ اس حالت میں کہ اس وقت آپ نہ جما ہوا خون تھے نہ گوشت کا لوتھڑا تھے اور نہ ہی بشر تھے کیونکہ یہ تمام حالتیں ایک عام انسان اور عام بشر کی تخلیق کی ہیں اور آپ تو اس وقت بھی نبی تھے جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی مٹی اور پانی میں اور روح اور جسم کے درمیان تھے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پھر زبان اقدس کھولی اور سید المرسلین ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر پھر عرض کی۔

وانت لما ولدت اشرقت
الارض وضاء بنورك الافق

اور پھر آپ جب پیدا ہوئے تو ساری زمین روشن ہو گئی اور آپ کے نور پاک سے آسمان کے افق اور کنارے منور ہو گئے۔

فنحن فی ذالك الضیاء و فی النور
وسبل الرشاد نخترق

پس ہم اسی نور اور اسی ضیاء میں رشد و ہدایت کے راستوں کو طے کر رہے ہیں۔

محترم سامعین کرام! یاد رہے کہ ایک مرد مومن یعنی امام الانبیاء ﷺ کے حقیقی چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آقائے دو عالم ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر جو عقیدہ بیان فرمایا وہ آج سے پندرہ سو سال پہلے کا ہے جبکہ نہ کوئی دیوبندی تھا اور نہ ہی کوئی بریلوی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اس ایمان افروز اور باطل سوز عقیدہ کی روشنی میں اب میں محبوب کریم ﷺ کو اپنی مثل محض ایک بشر جاننے والوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے قل انما انا بشر مثلكم والی آیت نہ تھی؟ اور کیا وہ رئیس المفسرین اس آیت کے معانی و مطالب نہیں سمجھتے تھے؟ اگر وہ نہیں جانتے تھے تو دلائل سے ثابت کریں اور اگر وہ سب کچھ جانتے تھے، سمجھتے اور مانتے تھے اور یقیناً ایسا تھا تو پھر ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کیوں نہ امام الانبیاء ﷺ کو اللہ کا نور، بے مثل بشر اور بے نظیر انسان تسلیم کر کے اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کو راضی کر لیا جائے۔

☆ قال القرطی۔ لم یظهر لنا لتام حسنه صلی الله علیه وسلم لانه لو ظهرلنا لتام حسنه لما اطاقت اعلیننا رویته کہ سید المرسلین ﷺ کا تمام حسن و جمال ہم پر ظاہر نہیں ہوا، کیونکہ اگر آپ کا تمام حسن و جمال ظاہر ہو جاتا تو کوئی آنکھ ذات مصطفےٰ ﷺ کو نہ دیکھ سکتی۔

شرح شمائل ترمذی جلد ۱ صفحہ ۹، ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اکثر الناس عرفوا الله وما عرفوا رسول الله لان حجاب البشریت عطی ابصارهم کہ بہت سے لوگوں نے اللہ کو تو پہچان لیا لیکن محبوب کبریاء ﷺ کو نہ پہچان سکے اس لئے کہ بشریت کے پردوں نے حسن مصطفےٰ ﷺ کو چھپا رکھا ہے۔

یا بشریت کے پردوں نے لوگوں کی آنکھوں پر پردے ڈال رکھے ہیں۔ اس حقیقت کو تو دیوبندی حضرات کے امام و پیشوا مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دیوبندی تسلیم کرتے ہوئے اپنے قصائد قاسمی میں یوں لکھتے ہیں کہ۔

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت
نہ جانا کسی نے کیا ہو جز ستار

یعنی اے محبوب خدا ﷺ! آپ کے حسن و جمال پر بشریت کا پردہ پڑا رہا، اس لئے اللہ کریم کے سوا اور کوئی نہ جان سکا کہ آپ کیا ہیں۔ یہی ہم کہتے ہیں کہ۔

تم ذات خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانئے کیا ہو!

جیسے میرے محبوب ہیں ایسا نہیں کوئی

اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی بھی اس حقیقت کو یوں بیان کرتے ہیں۔ حتی لم یظهر جماله کما هو "یہاں تک کہ رسول اکرم ﷺ کا حسن و جمال جیسا اور جتنا تھا ویسا اور اتنا ظاہر نہیں ہوا" (نشر الطیب صفحہ ۱۳۳)۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جاننا چاہئے کہ سید المرسلین حضرت محمد ﷺ کی تخلیق دوسرے عام انسانوں کی تخلیق کی طرح نہیں ہے بلکہ دنیا میں کوئی انسان بھی ان سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا کیونکہ نبی پاک ﷺ ار بعہ عناصر رکھنے کے باوجود اللہ کریم کے نور پاک سے پیدا ہوئے اور یہ عظمت کسی اور کو حاصل نہیں ہے جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔

دفتر سوم حصہ ۸ صفحہ ۱۴۵ مکتوب ۶۴ پر فرماتے ہیں۔ "اور آنکھوں پر ضلالت و گمراہی اور بدعقیدگی کے پردے رکھنے والے جو کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو محض بشر کہتے ہیں اور انہیں دوسرے انسانوں کی مثل تصور کرتے ہیں آخر کار کافر و منکر ہو کر مرے"۔

"اور ایمان کی دولت رکھنے والے کہ جنہوں نے امام الانبیاء ﷺ کو رسالت عامہ اور رحمت دو جہاں کے شرف و مرتبہ سے سرفراز جانا اور دوسرے عام انسانوں سے ممتاز و عظیم سمجھا' ایمان کی دولت سے مالا مال ہو گئے اور اہل نجات میں سے ہو گئے"۔

یہ ہیں شیخ سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جو امام الانبیاء ﷺ کو بشر کہنے والوں کو منکر و گمراہ فرما رہے ہیں۔ ہاں ہاں۔ وہی مرد کامل' وہی مرد مجاہد' وہی مرد حق پرست اور وہی مرد باطل شکن کہ جن کی ذات اقدس پر پوری ملت اسلامیہ کو ناز ہے۔ وہی امام ربانی جنہوں نے ہندوستان کے شہنشاہ اکبر کے پھیلائے ہوئے ضلالت و گمراہی کے اندھیروں میں حق وہدایت کی شمع روشن کی۔ الحاد و بدعت کی تاریکیوں میں سنت و شریعت کے چراغ جلائے اور اس وقت کے مسلمانوں کی دین و ایمان کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو ناخدا بن کر کنارے پر لگایا۔ جبکہ اکبر کی باطل پرستی اور غیر اللہ کو سجدہ کرنے کی کافرانہ رسم کی وجہ سے کفر و الحاد کے طوفانوں میں ڈگمگا رہی تھی۔

☆ بخاری شریف میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ وهو یبرق وجهه من السرور کہ رحمت دو جہاں ﷺ کی پیشانی مبارک پر جب بھی شکنیں پڑتی تھیں تو وہ چاند کے ٹکڑے کی طرح چمکنے لگتیں۔ حتی کانه قطعته قمر۔

☆ بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۵۰۲۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ان رسول الله دخل علینا مسرورا تبرق اساریر وجهه کہ نبی کریم ﷺ ایک دن میرے پاس تشریف لائے اس حالت میں کہ آپ بہت خوش و مسرور تھے تو میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی پیشانی مبارک کی شکنیں چمک رہی تھیں۔

☆ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا۔ کان وجه النبی مثل السیف قال لا' بل مثل القمر کیا محبوب دو جہاں ﷺ کا چہرہ اقدس تلوار کی مثل تھا' جواب دیا نہیں بلکہ چاند کی مثل تھا۔ کیوں؟ اس لئے کہ

تلوار میں گولائی نہیں ہوتی اور چاند میں گولائی ہوتی ہے جو کہ حسن اور خوبصورتی میں زیادتی کی طرف اشارہ ہے۔قطعتہ قمر چاند کا ٹکڑا۔

محترم سامعین کرام! میں نے مختصر طور پر آقائے دو عالم ﷺ کے متعلق اہل ایمان کا عقیدہ، مسلک اور ایمان بیان کر دیا تا کہ آپ کو اور پوری ملت اسلامیہ کو پتہ چل جائے کہ اسلام کے ان مایۂ ناز احباب کرام، دین کے اس عظیم انسانوں، توحید و رسالت کے ان مقدس فرزندوں اور شریعت مطہرہ کے ان بلند مرتبہ و عالی مقام مسلمانوں نے اپنی آنکھوں سے اچھی طرح حسن محمد اور جمال مصطفےٰ ﷺ کو دیکھا اور پھر بشر مثلکم کی آیت پڑھ کر اور اس کے معانی کو سمجھتے ہوئے وہ اپنے آقا و مولا ﷺ کے بارے میں گویا یوں پکار اٹھے جیسے میرے محبوب ﷺ ہیں ایسا نہیں کوئی۔

حقیقت یہ ہے کہ فطرت ابدی و ازلی نے حسن محمد ﷺ اور جمال مصطفےٰ ﷺ کو بشریت کے پردوں کو مزمل و مدثر کا نام دے کر ان میں چھپا دیا کہ نظام دو عالم برہم نہ ہو جائے۔

ان کے رخ سے پردہ اٹھ جائے تو پھر معلوم ہو
کس کو کتنی بے خودی اور کس کو کتنا ہوش ہے

## قرآن اور صاحب قرآن

دوستو! مزید سمجھیں۔ جمہور اہل اسلام کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ قرآن پاک تمام آسمانی کتابوں میں بے مثل و بے نظیر ہے اور یہ اس لئے نہیں کہ قرآن پاک کلام الٰہی ہے بلکہ اس لئے کہ اس کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف ہے اور یہ سرور کائنات ﷺ کی کتاب ہے کیونکہ اگر یہ صرف اس لئے ہی بے مثل اور بے نظیر ہوتا کہ یہ کلام الٰہی ہے تو تورات، زبور اور انجیل بھی تو کلام الٰہی ہیں مگر جس کتاب کی مثل لانے کے لئے کفار کو تحدی اور اعلان عام کیا گیا ہے، وہ نہ تورات کے لئے ہے اور نہ ہی زبور و انجیل کے لئے۔

حاکم کائنات ﷺ نے چاند کو توڑا۔ اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کو یہ نہیں فرمایا کہ تم بھی توڑ کر دکھاؤ۔ سید المرسلین ﷺ نے پتھروں کو پانی پر تیرایا، اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم بھی ایسا کر کے دکھاؤ، شہنشاہ کون و مکاں ﷺ نے جلی ہوئی کھجور کو اگایا، اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم بھی ایسا کر کے دکھاؤ۔ مگر جب امام الانبیاء ﷺ نے قرآن پاک کی تلاوت کرنا شروع کی اور کفار مکہ نے اس کے کلام الٰہی ہونے کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ سے ایک عام اعلان کروایا۔

☆ قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل هذا القرآن لا یاتون بمثله ولو کان بعضهم لبعض ظهیرا اے محبوب (ﷺ) اعلان کر دو کہ اگر ساری دنیا کے انسان اور جن ایک دوسرے کے مددگار بن کر بھی کوشش کریں کہ ایسا قرآن لے آویں تو نہ لا دیں گے اس کی مثل (سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۸۸)۔

اس آیت میں تو سارے قرآن کی مثل لانے کو فرمایا گیا ہے لیکن سوہ ہود میں صرف دس سورتوں کا

جواب مانگا گیا ہے۔

☆ ام یقولون افتراہ' قل فأتوا بعشر سور مثله کیا یہ کافر کہتے ہیں کہ اپنی طرف سے باندھ لایا ہے تو اے محبوب (ﷺ) تو کہہ دے کہ تم ایسی دس سورتیں لے آؤ (سورۃ ہود' آیت ۱۳)۔

☆ سورۃ یونس آیت ۳۸ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔قل فأتو بسورۃ مثله اے میرے محبوب (ﷺ) تم کہہ دو کہ اگر تم کو اس کے کلام الٰہی ہونے میں شک ہے تو اس جیسی ایک سورت پیش کرو۔

☆ پھر ایک سورت کو کم کر کے صرف ایک بات پیش کرنے کو کہا گیا ہے۔سورۃ الطور آیت ۳۴ میں ہے۔ فلیأتوا بحدیث مثله پس اگر تمہیں کوئی شک ہے تو ایسی ہی ایک بات کر کے دکھاؤ۔

اور وہ یقیناً نہیں کر سکتے تھے۔اس لئے کہ محبوب کبریاء ﷺ جیسی بات تو وہ تب کرتے جب ان کا ایسا منہ ہوتا' قرآن پاک کی ان تصریحات پر غور کرنے کے بعد کیا یہ حقیقت واضح نہیں ہو جاتی کہ آج سے چودہ سو سال پہلے کوہ صفا کی ایک چٹان پر کھڑے ہو کر شہنشاہ دوجہاں ﷺ نے یہ اعلان فرمایا کہ دنیا کا کوئی انسان اس قرآن کی مثل پیش کرے۔مگر کیا یہ امر واقع نہیں ہے کہ ان چودہ صدیوں کا ایک ایک سال گزر گیا لیکن ایک آواز بھی اس تحدی کو قبول کرنے کے لئے بلند نہیں ہوئی اور پھر یہ اعلان اس وقت فرمایا گیا جبکہ سرزمین عرب کے قبیلہ قبیلہ میں فصیح اللسان شاعر اور آتش بیان خطیب موجود تھے۔مگر کیا یہ حقیقت نہیں کہ کفار عرب نے اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی تکذیب کے لئے کیا کچھ نہیں کیا۔انہوں نے اس راہ میں جان و مال قربان کیا۔دین و مذہب برباد کیا۔اپنے عزیزوں اور فرزندوں کو نثار کیا۔خود اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رکھیں۔ان کے سپاہیوں نے جنگ کے میدانوں میں پرے جمائے۔ان کے دولتمندوں نے اپنے خزانے کھول دیئے اور ان کے شاعروں اور خطیبوں نے اپنی آتش بیانیوں سے عرب کے تمام ریگستانوں کو تنور بنا دیا۔انہوں نے یہ سب کچھ کیا مگر قرآن پاک کی مثال پیش نہ کر سکے کیونکہ اس کے سیپارے اس کی سورتیں اس کی آیتیں اور ان آیتوں کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف محبوب کریم ﷺ کی زبان پاک سے نکلا ہوا تھا۔

محبوب ﷺ وہ نبی جس کی زبان پاک سے نکل کر کلام الٰہی بے مثل و بے نظیر ہو جائے' وہ ہماری مثل کیسے ہو سکتا ہے اور قرآن پاک کو بے مثل اور بے نظیر بنانے اور پھر یہ اعلان کرنے کہ ''اس کی مثل پیش کرو'' میں یہ ثابت کرنا تھا کہ جب یہ کتاب ساری دنیا کی آسمانی اور غیر آسمانی کتابوں میں بے مثل ہے تو صاحب قرآن ﷺ دنیا کے کسی بشر کی مثل کیسے ہو سکتا ہے۔

## محبوب کریم ﷺ اور عام بشر

محبوب کریم ﷺ: وہ نور اول جو پیدا کیا گیا سیدہ آمنہ کے شکم اطہر میں منتقل ہوا۔
عام بشر: نطفہ انسانی جس کی کیفیت سب کو معلوم ہے۔
محبوب کریم ﷺ: سیدہ آمنہ کے شکم اطہر میں نور کی غذا اس لئے آپ ناف بریدہ پیدا ہوئے۔
عام بشر: ماں کا خون جو ماہواری کی صورت میں باہر آتا تھا اس لئے ناف کاٹی گئی۔
محبوب کریم ﷺ: صاف ستھرے پیدا ہوئے بلکہ وقت ولادت خوشبو مہکتی تھی اور نور روشن ہوا۔
عام بشر: بدبو اور گندگی سے لت پت پیدائش۔
محبوب کریم ﷺ: سجدہ ریز ہو کر امت کے لئے دعا اور جملہ عالم آپ کی ولادت پر مسرور۔
عام بشر: چیختا چلاتا ہوا اور ماں کو رلاتا ہوا۔
محبوب کریم ﷺ: حلیمہ کا دوسری طرف سے دودھ نہ پیا کہ بھائی کا حق ہے۔

بھائیوں کے لئے ترک پستان کیا
دودھ پیؤں نصفت پہ لاکھوں سلام

عام بشر: جوانی سے بڑھاپے تک عموماً دوسروں کی حق تلفی۔
محبوب کریم ﷺ: جب دراز قد آپ کے ساتھ چلتے تو ان سے آپ اونچے نظر آتے، ان کے جدا ہونے کے بعد آپ درمیانہ قد کے نظر آتے ایسے ہی بیٹھنے کے وقت کیفیت تھی تا کہ کوئی آپ سے بلند نہ محسوس ہو۔

جس کے آگے سر سروراں خم رہے
اس سر تاج رفعت پہ لاکھوں سلام

عام بشر: جیسے تھا ہر جگہ ویسا ہی۔
محبوب کریم ﷺ: کتنا ہی تیز رفتار آپ کے ساتھ چلتا تو آپ ﷺ کی رفتار اس سے تیز ہوتی حالانکہ آپ اپنی عادت کے مطابق چلتے نظر آتے۔
عام بشر: کیفیت سب کو معلوم ہے۔
محبوب کریم ﷺ: بعض اوقات برہنہ پاء پتھر پر چلتے تو پتھر آپ کے قدم مبارک کے نیچے نرم ہو جاتا اور آپ کے نشان پاء اس پر منقش ہو جاتے لوگ اس نشان قدم مبارک کی زیارت کرتے اور اس سے برکت حاصل کرتے اور اس کی تعظیم کرتے۔
عام بشر: پتھریلی زمین پر چلے تو سخت تکلیف محسوس ہوتی ہے۔
محبوب کریم ﷺ: جسم اقدس و پسینہ مبارک کی خوشبو اتنی نفیس اور دلربا تھی کہ کوئی خوشبو اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی جس گلی میں سے گزرتے وہ مہک جاتا۔

جیسے میرے محبوب ہیں ایسا نہیں کوئی

عام بشر: بدبو اور تعفن دار جسم کا کیا کہنا اگر چند روز غسل نصیب نہ ہو تو مردار کی سی بدبو محسوس ہو۔

محبوب کریم ﷺ: بعد وصال بھی خوشبو آ رہی تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غسل شریف کے وقت ایسی خوشبو آئی ہم نے پہلے ایسی خوشبو نہ سونگھی تھی۔

عام بشر: مردے نہلانے والے سے پوچھئے کہ غسل دیتے وقت کیسا برا حال ہوتا ہے۔

محبوب کریم ﷺ: دہن مبارک کی خوشبو کا کیا کہنا پھر لعاب دہن کی تو بات ہی کیا ہے کہ سراسر شفاء ہی شفاء ہے اندھوں کو نور' بیماریوں کا تریاق ثابت ہوا کھارا کنواں میٹھا ہو گیا۔

عام بشر: ہر آدمی جب تک اپنے منہ کی صفائی نہ رکھے اس سے بدبو آتی ہے عام آدمیوں کی تھوک سے بیماری پھیلتی ہے۔

محبوب کریم ﷺ: پیشاب مبارک خوشبودار اور شفائے امراض اور پینے والوں پر دوزخ حرام۔

عام بشر: بدبودار امراض کا سر چشمہ اور قبر کا عذاب بڑھانے والا۔

محبوب کریم ﷺ: خون اقدس پاک اور شفاء امراض اور خوشبوناک صحابہ نے اسے پیا تادم زیست ان کے منہ سے خوشبو مہکتی رہی۔

عام بشر: پلید اور بدبودار اور عذاب کا موجب۔

محبوب کریم ﷺ: راز اقدس زمین نگل جاتی پھر اس جگہ سے خوشبو مہکتی۔ جس ڈھیلہ کو براز شریف کے لئے استعمال کیا گیا وہ بھی معطر بلکہ جسے وہ ڈھیلہ نصیب ہوا تو اسے بھی معطر کر ڈالا۔

عام بشر: عام انسان اپنی قضائے حاجب سے خود بھی نہ صرف بیزار ہوتا ہے بلکہ ناک پر کپڑا رکھتا ہے۔

محبوب کریم ﷺ: سایہ نہ تھا۔

عام بشر: ہر انسان کا سایہ ہے جو ناپاک پر پڑتا ہے' لوگوں کے پاؤں تلے آتا ہے۔

محبوب کریم ﷺ: نیند کے وقت صرف میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا وہ سوتے جاگتے بیدار رہتا ہے۔

عام بشر: سو گیا تو مردہ کی طرح ہو گیا۔

محبوب کریم ﷺ: نیند سے بیدار ہوں تو وضو نہ ٹوٹے۔

عام بشر: باوضو سو گیا تو وضو ٹوٹ گیا۔

محبوب کریم ﷺ: آپ کے دونوں کاندھوں کے درمیان سوئی کے ناکے کے برابر دو آنکھیں تھیں جن سے آپ پیچھے بھی دیکھتے تھے اور ان آنکھوں کو کپڑا مانع نہ تھا۔

عام بشر: جیسی بھی ہیں سامنے کی آنکھیں ہیں پیچھے کبھی بھی نہیں۔

محبوب کریم ﷺ: حالت آرام خواب بھی اقسام وحی میں سے ہے۔

عام بشر: عام بشر کے خواب کی ایسی حیثیت ونوعیت نہیں ہے۔مولانا حسن رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا کیا خوب بیان ہے۔

تیری صورت تیری سیرت زمانے سے نرالی ہے
تیری ہر ادا پیارے دلیل بے مثالی ہے

اور عاشق مصطفیٰ ﷺ امام احمد رضا نے کیا خوب کہا ہے۔

تیری خلق کو حق نے جمیل کیا تیرے خلق کو حق نے عظیم کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شہا تیرے خالق حسن دادا کی قسم

## خلاصہ کلام

جیسے میرے محبوب ﷺ ہیں ایسا نہیں کوئی

اللہ قادر وکریم ہماری حاضری کو قبول فرمائے۔ہم سب کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین طه و یٰسین ﷺ

امیدوار شفاعت محبوب کریم ﷺ
حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

| | | | |
|---|---|---|---|
| ☆ | بیان عشق ومحبت | ☆ | جنت اور اہل جنت |
| ☆ | مدارج عشق ومحبت | ☆ | احترام سادات |
| ☆ | کرامات اولیاء | ☆ | دنیا میں جنت |
| ☆ | محبت ومحبوبیت | | میری پسند |
| ☆ | ماں کی عظمت | ☆ | روحانی حکایات |
| ☆ | محبت کی نہیں جاتی ہو جاتی ہے | ☆ | ،گلدستہ حکایات |
| ☆ | علماء کا شرعی مقام اور معاشرتی حیثیت | ☆ | لومیرج کی شرعی حیثیت |
| ☆ | صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عشق | ☆ | صوفیاء اور عشق |
| ☆ | علماء اور عشق | ☆ | شعراء اور عشق |
| ☆ | خواص اور عشق | ☆ | عوام اور عشق |
| ☆ | حلاوت ایمان | ☆ | سلطان دو جہاں ﷺ |
| ☆ | اعزازِ محبت | ☆ | مدارجِ اہل علم |
| ☆ | عشق حقیقی ومجازی | ☆ | راہِ رسمِ عشق ومحبت |
| ☆ | صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معیارِ ادب ومحبت | ☆ | حسین محبوب ﷺ کا حسین تذکرہ |
| ☆ | تاجدار عشق | ☆ | زلفوں کے اسیر |
| ☆ | تجھ سا حسین کوئی نہیں | ☆ | جان کائنات ﷺ |
| ☆ | باعث تسکینِ دل وجان ﷺ | ☆ | عامل اور عملیات |
| ☆ | حُسن ایماں | ☆ | معجزات انبیاء علیہم السلام |
| ☆ | زندگی آمد برائے بندگی | ☆ | میرے محسن |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ☆ | فضائل رمضان وقرآن مجید | ☆ | انما المؤمنون اخوہ |
| ☆ | روزہ کے طبی فوائد | ☆ | خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ |
| ☆ | فضیلت علم اور صاحب علم | ☆ | محبت الٰہی کے ثمرات |
| ☆ | قرآن مجید ایک نعت مسلسل ہے | ☆ | نور بشر کی وضاحت |
| ☆ | ہر گل، ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور | ☆ | میرے مرشد لجپال |
| ☆ | عظمت مصطفیٰ ﷺ | ☆ | خطبات زماں (1 تا 12) |
| ☆ | امتی تیری قسمت پہ لاکھوں سلام | ☆ | مقالات زماں (1 تا 10) |
| ☆ | حقوق مصطفیٰ ﷺ | ☆ | مقالات عشق رسول ﷺ |
| ☆ | ورفعنالك ذكرك | ☆ | مقالات سیرت محبوب ﷺ |
| ☆ | سلطان دو جہاں ﷺ | ☆ | مقالات صورت محبوب ﷺ |
| ☆ | نسبت محبوب ﷺ | ☆ | محبت کی لازوال داستاں |
| ☆ | جان ایماں ﷺ | ☆ | مساوات محبوب ﷺ |
| ☆ | روح ایماں ﷺ | ☆ | شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات |
| ☆ | مسلمانوں کے حقوق | | تم سے کیا محبت ہوگئی |
| ☆ | افضل الخلق ﷺ | | جیسے میرے محبوب ہیں ایسا نہیں کوئی |
| ☆ | احسن الخلق ﷺ | ☆ | کھچتی ہے کھال کٹتی ہے گردن |
| ☆ | اول الخلق ﷺ | | عشق ہے تماشہ نہیں ہے |
| ☆ | پیکر نور ﷺ | ☆ | صبر حسین بھی ہے عشق |
| ☆ | تذکرہ حسن محبوب ﷺ | | صدق خلیل بھی ہے عشق |
| ☆ | اسلام میں دوستی کا تصور | ☆ | دن تو تیرے ہی تصور میں گزر جاتا ہے |
| ☆ | علم کی فضیلت واہمیت قرآن و | ☆ | عارفانہ تقریریں |

| | | | |
|---|---|---|---|
| | حدیث کی روشنی میں | ☆ | پیام محبت |
| ☆ | اخلاق سے کام لو گر دل جیتنے ہیں | ☆ | وہ مصور کیسا ہوگا؟ |
| ☆ | نظام مصطفیٰ ﷺ ہی میں امن و | ☆ | اہل دل |
| | سکوں ہے | ☆ | صحیفہ عشق |
| ☆ | جنت کے مالک | ☆ | عقل و عشق |
| ☆ | جہنم کا ایندھن | ☆ | عشق اور اہل عشق |
| ☆ | قلب سلیم | ☆ | ذوق زماں |
| ☆ | آداب محبت | ☆ | خیال زماں |
| ☆ | اسلاف کا جذبہ ایثار | ☆ | باب عشق |
| ☆ | اسلاف کا شوق علم | ☆ | داستان عشق |
| ☆ | اسلاف کا اخلاق | ☆ | شمع اور پروانے |
| ☆ | اسلاف کا عشق | ☆ | فضائل و مسائل نماز |
| ☆ | حقیقت عظمت | ☆ | نماز کے طبی فوائد |
| ☆ | حقیقت عشق (۱ تا ۴) | ☆ | نماز کے روحانی فوائد |
| ☆ | حقیقت انساں | ☆ | فضائل قرآن مجید |
| ☆ | عشق کی باتیں | ☆ | سوز محبت |
| ☆ | دیوان عشق | ☆ | اعزاز محبت |
| ☆ | بخشش کے بہانے | ☆ | حقیقی محبت |
| ☆ | عاشقانہ تقریریں | ☆ | حلاوت ایمان |
| ☆ | عالمانہ تقریریں | ☆ | حقیقت ایمان |
| ☆ | درس محبت | ☆ | دعوت فکر |